قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)
روزنامہ
الفضل
لندن
مدیر: ابوسعید
Online Edition
سوموار 20/ فروری 2023ء | 28/ رجب 1444 ہجری قمری | 20/ تبلیغ 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:43

ارشادِ باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ ۙ وَلَوۡ کَرِہَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ ﴿۳۳﴾

(التوبہ: 33)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرک کیسا ہی ناپسند کریں۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

یوم مصلح موعود کیوں مناتے ہیں؟

اس پیشگوئی کی عظمت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: ’’آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے۔ جس کو خدائے کریم جل شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف رحیم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔۔۔ اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ واحسانہ وببرکت حضرت خاتم الانبیاء خداوندکریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری وباطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی‘‘۔۔۔ بعض لا علم احمدی جو مختلف جگہوں سے خطوں میں لکھ دیتے ہیں، یہاں بھی سوال کر دیتے ہیں کہ ہم یوم مصلح موعود کیوں مناتے ہیں؟ باقی خلفاء کے دن کیوں نہیں مناتے؟ ان پر واضح ہوگیا ہوگا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا دن ہم ایمانوں کو تازہ کرنے اور اس عہد کو یاد کرنے کے لیے مناتے ہیں کہ ہمارا اصل مقصد اسلام کی سچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت دنیا پر قائم کرنا ہے یہ کوئی آپؑ کی پیدائش یا وفات کا دن نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی ذریت میں سے ایک شخص کو پیدا کرنے کا نشان دکھلایا تھا۔ جو خاص خصوصیات کا حامل تھا اور جس نے اسلام کی حقانیت دنیا پر ثابت کرنی تھی اور اس کے ذریعہ نظام جماعت کے لئے کئی اور ایسے راستے متعین کر دیے گئے کہ جن پر چلتے ہوئے بعد میں آنے والے بھی ترقی کی منازل طے کرتے چلے جائیں گے۔ پس یہ دن ہمیں ہمیشہ اپنی ذمہ داری کا احساس کرواتے ہوئے اسلام کے ترقی کے لیے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور دلانے والا ہونا چاہیے۔ نہ کہ صرف ایک نشان کے پورا ہونے پر علمی اور ذوقی مزہ لے لیا اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 104)

اس شمارہ میں

- جدھر دیکھو! ابر کرنا چھا رہا ہے (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز
- مبشر اولاد بمقابل گستاخ اولاد
- پسر موعود از حضرت پیر منظور محمدؓ

فرمانِ رسولؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے متعلق بیان کردہ علامات میں ایک بہت بڑی علامت اُس کی شادی اور اولاد ہونا بھی بیان فرمائی ہے چنانچہ روایت میں آتا ہے:

یَنۡزِلُ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ اِلَی الۡاَرۡضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوۡلَدُ لَہٗ

(مشکاۃ المصابیح کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ علیہ السلام الفصل الثالث)

جب عیسیٰ بن مریم زمین پر نازل ہوں گے تو وہ شادی کریں گے اور اُن کی اولاد بھی ہوگی۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

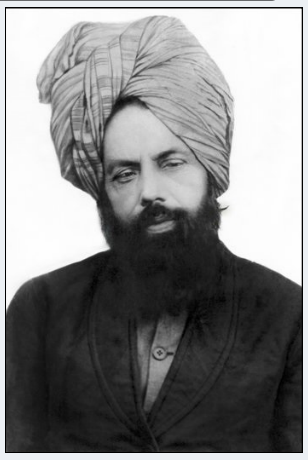

تیرا گھر برکت سے بھرے گا

خدائے کریم جلّ شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔ مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا اُن پر بلا پر بلا نازل کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ اُن کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور اُن کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلائے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے، عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اُٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا۔ پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس واموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علی حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دل میں تیری محبت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔

(اشتہار 20/ فروری 1886ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 125-127 ایڈیشن 2019ء)

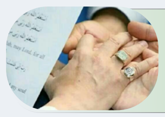

دربارِ خلافت

1944ء میں رؤیا کی بناء پر اعلان کہ میں ہی مصلح موعود ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آج میں اس حوالے سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے الفاظ میں بیان کردہ کچھ اقتباسات پیش کروں گا جو روحِ حق سے مشرف ہونے کے حوالے سے آپ کی ذات میں پیشگوئی پورے ہونے پر روشنی ڈالتے ہیں۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 1914ء میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کے منصب پر فائز فرمایا۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پیشگوئی مصلح موعود کی تمام باتیں اس وقت بھی لوگوں کو پوری ہوتی نظر آتی تھیں اور علمائے جماعت اور افراد جماعت کی اکثریت یہ سمجھتی تھی کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ لیکن حضرت مصلح موعود نے خود اس بات کا اعلان نہ کیا یہاں تک کہ 1944ء کا سال آیا۔یعنی آپ کے خلافت کے تیس سال پورے ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے اپنی ایک رؤیا کی بناء پر اعلان کیا کہ مَیں ہی مصلح موعود ہوں۔ یہ بھی فرمایا کہ میری طبیعت کے لحاظ سے یہ مجھ پر بڑا گراں گزرتا ہے، بڑا بوجھ ہے کہ یہ اعلان کروں اور رؤیا کا سارا حوالہ بھی تفصیل سے بیان کروں۔ بلکہ آپ نے یہ بھی کئی جگہ فرمایا ہے کہ اپنی طبیعت کے لحاظ سے مَیں اپنی رؤیا اور الہامات بتانے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہوں لیکن بعض حالات کی وجہ سے بعض بتانے بھی پڑتے ہیں۔ بہرحال آپ کو پہلے بھی جماعت کے افراد کی طرف سے، علماء کی طرف سے کہا جاتا تھا کہ آپ اعلان کریں کہ آپ مصلح موعود ہیں لیکن آپ یہی فرماتے رہے کہ اعلان کی ضرورت نہیں۔ اگر مَیں مصلح موعود ہوں اور پیشگوئی مجھ پر پوری ہو رہی ہے تو ٹھیک ہے کسی دعوے کی کیا ضرورت ہے۔ لوگوں کو جواب دیتے ہوئے آپ نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا کہ اُمّتِ مسلمہ میں مجددین کی جو فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دکھانے کے بعد شائع ہوئی ہے ان میں سے کتنے ہیں جنہوں نے دعویٰ کیا ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ مَیں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ مجھے تو اورنگ زیب بھی اپنے زمانے کا مجدد نظر آتا ہے مگر کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا ہے؟ عمر بن عبدالعزیز کو مجدد کہا جاتا ہے۔ کیا ان کا کوئی دعویٰ ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ پس غیر مامور کے لئے دعویٰ ضروری نہیں۔ دعویٰ صرف مامورین کے متعلق پیشگوئیوں میں ضروری ہے۔ غیر مامور کے صرف کام کو دیکھنا چاہئے۔ اگر کام پورا ہوتا نظر آ جائے تو پھر اس کے دعویٰ کی کیا ضرورت ہے۔ اس صورت میں تو وہ انکار بھی کرتا جائے تو ہم کہیں گے کہ وہی اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔ اگر عمر بن عبدالعزیز مجدد ہونے سے انکار بھی کرتے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اپنے زمانے کے مجدد ہیں کیونکہ مجدد کے لئے کسی دعوے کی ضرورت نہیں۔ دعویٰ صرف اُن مجددین کے لئے ضروری ہے جو مامور ہوں۔ ہاں جو غیر مامور اپنے زمانے میں گرتے ہوئے اسلام کو کھڑا کرے، دشمن کے حملوں کو توڑ دے، اسے چاہے پتا بھی نہ ہو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ مجدد ہے۔ ہاں مامور مجدد وہی ہوسکتا ہے جو دعویٰ کرے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔

آپ فرماتے ہیں: پس میری طرف سے مصلح موعود ہونے کے دعویٰ کی کوئی ضرورت نہیں اور مخالفوں کی ایسی باتوں سے ہمیں گھبراہٹ کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ اس میں کوئی ہتک کی بات نہیں۔ اصل عزت وہی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے، چاہے دنیا کی نظروں میں انسان ذلیل سمجھا جائے۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے راستے پر چلے تو اس کی درگاہ میں وہ ضرور معزز ہوگا اور اگر کوئی شخص جھوٹ سے کام لے پھر اپنے غلط دعوے کو ثابت بھی کر دے اور اپنی چستی یا چالاکی سے لوگوں میں غلبہ بھی حاصل کر لے تو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں وہ عزت حاصل نہیں کرسکتا اور جسے خدا تعالیٰ کے دربار میں عزت حاصل نہیں ہے وہ خواہ ظاہری لحاظ سے کتنا معزز کیوں نہ سمجھا جائے اس نے کچھ کھویا ہی ہے، حاصل نہیں کیا اور آخر ایک دن وہ ذلیل ہو کر رہے گا۔

(خطبہ جمعہ 17؍ فروری 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

دعا کا تحفہ

صحت و سلامتی کی دُعا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً یہ دُعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ عَافِنِیۡ فِیۡ جَسَدِیۡ وَعَافِنِیۡ فِیۡ سَمۡعِیۡ وَبَصَرِیۡ وَاجۡعَلۡھُمَا الۡوَارِثَ مِنِّیۡ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الۡحَلِیۡمُ الۡکَرِیۡمُ سُبۡحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

(ترمذی کتاب الدعوات)

ترجمہ: اے اللہ! میرے جسم کو بھی عافیت سے رکھ میری سماعت اور بصارت کی بھی خود حفاظت فرما اور ان دونوں کو میرے وارث بنا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بردبار اور عزت والا ہے۔ پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا ربّ ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو ربّ العالمین ہے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 134)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

جدھر دیکھو! ابرِ گنہ چھا رہا ہے

(کلام حضرت مصلح موعودؓ)

جدھر دیکھو! ابرِ گنہ چھا رہا ہے
گناہوں میں چھوٹا بڑا مبتلا ہے

مرے دوستو! شرک کو چھوڑ دو تم
کہ یہ سب بلاؤں سے بڑھ کر بلا ہے

یہ دم ہے غنیمت کوئی کام کرلو
کہ اس زندگی کا بھروسہ ہی کیا ہے

محمد پہ ہو جان قرباں ہماری
کہ وہ کوئے دلدار کا رہنما ہے

غضب ہے کہ یوں شرک دنیا میں پھیلے
مرا سینہ جلتا ہے دل پھنک رہا ہے

خدا کے لئے مردِ میداں بنو تم
کہ اسلام چاروں طرف سے گھرا ہے

تم اب بھی نہ آگے بڑھو تو غضب ہے
کہ دشمن ہے بے کس، تمہارا خدا ہے

بجالاؤ! احکام احمدؐ خدارا
ذرا سی بھی گر تم میں بوئے وفا ہے

صداقت کو اب بھی نہ جانا تو پھر کب
کہ موجود اک ہم میں مردِ خدا ہے

تری عقل کو قوم کیا ہوگیا ہے
اسی کی ہے بدخواہ جو رہنما ہے

وہ اسلام دنیا کا تھا جو محافظ
وہ خود آج محتاج امداد کا ہے

بپا کیوں ہوا ہے یہ طوفاں یکایک
بتاؤ تو اس بات کی وجہ کیا ہے

(کلام محمود صفحہ 15-16)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17/ فروری 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

ایک جید عالم اور مفکر تھے، تقریر کرنے میں شاید ہی کوئی آپ کا ثانی تھا۔۔۔ ظاہری و باطنی علوم کا سرچشمہ بھی ہیں، آپ تخیل اور میدانوں کے ایک یکساں شہ سوار ہیں، آپ کی زندگی کا بہت سا حصہ ذکر وفکر میں گزرتا ہے لیکن میدان عمل میں آپ ایک اولو العزم اور جری قائد بھی ہیں

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ نیز سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ارشاد فرمایا! جیسا کہ ہر احمدی جانتا ہے کہ بیس فروری کا دن جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے یاد رکھا جاتا ہے اور اِس مناسبت سے جماعتوں میں جلسے بھی ہوتے ہیں، بیس فروری اِس دفعہ تو تین دن کے بعد آنا ہے لیکن مَیں نے مناسب سمجھا کہ آج کے خطبہ میں اِس حوالہ سے کچھ باتیں کروں۔

پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق

یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں ایک لڑکے کی ولادت کی تھی جو بہت سی خوبیوں کا مالک ہو گا، اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت اُسے حاصل ہو گی۔ الفاظ پیشگوئی بیان فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ پیش کرنے کے بعد ارشاد فرمایا! چنانچہ اِس پیشگوئی کے مطابق اُس مدت کے اندر جو آپؑ نے بیان فرمائی تھی بیٹا پیدا ہوا جس کا نام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح الثانی کے مقام پر بھی بٹھایا، پھر ایک لمبے عرصہ کے بعد آپؓ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر یہ اعلان فرمایا کہ جس بیٹے کی مصلح موعود ہونے کی آپؑ نے خبر دی تھی وہ مَیں ہی ہوں۔

علمی اور متفرق کارناموں میں سے بعض کا تذکرہ

اِس بیٹے کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے جانے، ذہین و فہیم اور دوسری خصوصیات کے حامل ہونے کے اپنے اور غیر بھی معترف اور خوب جانتے ہیں اور اِس کا اعتراف غیروں نے بھی کھل کر کیا ہے۔ اِس وقت مَیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے علمی اور متفرق کارناموں میں سے بعض کا تذکرہ کروں گا۔

اِن باتوں کے سننے سے پہلے یہ بات سامنے رکھنی چاہئے

آپؓ کا بچپن صحت کے لحاظ سے نہایت کمزوری اور بیماری میں گزرا، آنکھوں کی تکلیف وغیرہ بھی رہی، نظر بھی ایک وقت میں جاتی رہی ایک آنکھ سے، پھر دنیاوی لحاظ سے بھی آپؓ کی تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی، مشکل سے آپؓ نے خود فرمایا! میری پرائمری تک تعلیم ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا آپؓ کو دینی و دنیاوی علوم سے پُر کرنے کا، اِس لئے ایسے ایسے زبردست اور عقل کو دنگ کر دینے والے خطابات اور خطبات آپؓ سے کروائے اور ایسے ایسے مضامین آپؓ نے لکھے کہ جو اپنی مثال آپ اور غیر بھی اُن کے معترف ہیں۔

ایک بڑا وسیع علمی ذخیرہ

حضور انور ایدہ اللہ نے آپؓ کی تصنیفات، تقاریر، مضامین، خطبات اور مجالس عرفان وغیرہ کی تعداد اور حجم کا ایک اجمالی جائزہ پیش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا! انوار العلوم کی شکل میں جو کتب، خطابات، لیکچرز، مضامین پیغامات وغیرہ کی شکل میں شائع ہوئے یا اب تقریبًا مکمل ہیں اور شائع ہونے کے لئے تیار ہیں، اِس کی کُل 38 جلدیں بن جائیں گی اور اِن کی تعداد 1424 ہے اور اندازًا کُل صفحات 20340 ہیں۔ تفسیر کبیر، تفسیر صغیر سمیت دیگر تفسیری مواد کے صفحات 28735 ہیں۔ 1808 خطبات جمعہ ہیں جن کے صفحات 18705 ہیں۔ 51 خطبات عید الفطر ہیں جن کے صفحات 503 ہیں، 42 خطبات عید الاضحیٰ ہیں جن کے صفحات 405 ہیں، 150 خطبات نکاح ہیں جن کے صفحات 684 ہیں۔ خطابت شوریٰ جلد اوّل اور سوم بھی شائع ہوئی ہے اِس کے صفحات 2131 ہیں۔ بشمول دیگر اگر اِن کُل صفحات کو اکٹھا اور جمع کیا جائے تو تقریبًا 75000 صفحات بنتے ہیں۔ ریسرچ سیل نے الحکم اور الفضل کے 1913ء سے 1970ء تک کے شماروں کو دیکھا ہے تو اُن کے مطابق کچھ مزید مواد سامنے آیا ہے جو ابھی تک انوار العلوم یا کسی کتاب میں شائع نہیں ہو سکا، اِس کی تفصیل کے مطابق 55 مضامین، 27 تقاریر، 143 مجالس عرفان، 222 عناوین ملفوظات اور 131 مکتوبات ابھی تک مل چکے ہیں۔

ترجمہ و تفسیر قرآن کریم کے کچھ کوائف اور غیروں کی آراء

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے آپؓ کے علمی کارناموں میں سے قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کے کچھ کوائف اور غیروں کے اِس بارہ میں آراء پیش فرمائے۔ تفسیر کبیر میں آپؓ نے 59 سورتوں کی تفصیل بیان فرمائی ہے جو کہ دس جلدوں اور 5907 صفحات پر مشتمل ہے، اِس کے علاوہ بہت سے تفسیری نوٹ بھی آپؓ کے ملے ہیں جن کے صفحات کی تعداد بھی ہزاروں میں ہے اور امید ہے کسی وقت یہ بھی شائع ہو جائے گی۔

اپنی عمر کے آخری دَور میں سب سے بڑی خواہش

با محاورہ ترجمہ قرآن کا ایک بہت بڑا کام آپؓ کا تفسیر صغیر کی صورت میں ہے۔ آپؓ کی اپنی عمر کے آخری دَور میں سب سے بڑی یہ خواہش تھی کہ زندگی میں آپؓ کے ذریعہ پورے قرآن مجید کا ایک معیاری اور با محاورہ اُردو ترجمہ معہ مختصر مگر جامع نوٹوں کے شائع ہو جائے۔ سفر یورپ 1955ء سے واپسی کے بعد اگرچہ حضورؓ کی طبیعت اکثر ناساز رہتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ مُوعود کی روح القدس سے ایسی زبردست تائید فرمائی کہ آپؓ جون/ 1956ء گرمیوں میں مری کے پہاڑوں پر گئے وہاں ترجمہ قرآن اِملاء کروانا شروع کیا جو خدا کے فضل سے 25/ اگست 1956ء کی عصر تک مکمل ہو گیا۔ اِس کے بعد پھر اِس کی نظر ثانی، نظر ثالث، کتابت اور پروف ریڈنگ وغیرہ ہوئی نیز تفسیر صغیر 15/ نومبر 1957ء میں طبع ہو کر مکمل تیار ہو گئی۔

محض اللہ تعالیٰ کا فضل

آپؓ نے تفسیر صغیر کے بارہ میں ایک جگہ فرمایا! میری رائے یہ ہے کہ اِس وقت تک قرآن کریم کے جتنے ترجمے ہو چکے ہیں اِن میں سے کسی ترجمہ میں بھی اُردو محاورے اور عربی محاورے کا اتنا خیال نہیں رکھا گیا جتنا اِس میں رکھا گیا ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُس نے اتنے تھوڑے عرصہ میں ایسا عظیم الشان کام سرانجام دینے کی توفیق عطاء فرما دی۔ اللہ تعالیٰ نے اِس بڈھے اور کمزور انسان سے وہ عظیم الشان کام کروا لیا جو بڑے بڑے طاقتور بھی نہ کر سکے۔ گزشتہ تیرہ سو سال میں بڑے قوی جوان گزرے ہیں مگر جو کام اللہ تعالیٰ نے مجھے سرانجام دینے کی توفیق عطاء فرمائی، اِس کی اِن میں سے کسی کو بھی توفیق نہیں ملی، درحقیقت یہ کام خدا کا ہے اور وہ جس سے چاہتا ہے کروا لیتا ہے۔

تفسیر القرآن انگریزی / فائیو والیم کمنٹری کا اہم کام

اِس تفسیر کے شروع میں آپؓ کے قلم سے لکھا ہوا ایک نہایت پُر معارف دیباچہ بھی شامل ہے جس میں دوسرے صحف سماوی کی موجودگی میں ضرورت قرآن مجید، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ، جمع القرآن اور قرآنی تعلیمات پر بالکل اچھوتے اور دل آویز پیرائے میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتے اِس کے مضامین کو برکت دیں گے

آپؓ نے اِس دیباچہ کے آخر میں زیر عنوان شکریہ اور اعتراف تحریر فرمایا! مَیں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کا شاگرد ہونے کی وجہ سے کئی مضامین میری تفسیر میں لازمًا ایسے آئے ہیں جو مَیں نے اُن سے سیکھے، اِس لئے اِس تفسیر میں حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر بھی، حضرت خلیفہ اوّلؓ کی تفسیر بھی اور میری تفسیر بھی آجائے گی اور چونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی روح سے ممسوح کر کے اُن علوم سے سرفراز فرمایا تھا جو اِس زمانہ کے لئے ضروری ہیں، اِس لئے مَیں امید کرتا ہوں کہ یہ تفسیر بہت سے بیماروں کو شفاء دینے کا موجب ہو گی، بہت سے اندھے اِس کے ذریعہ سے آنکھیں پائیں گے، بہرے سننے لگ جائیں گے، گونگے بولنے لگ جائیں گے، لنگڑے اور اپاہج چلنے لگ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے اِس کے مضامین کو برکت دیں گے اور یہ اِس غرض کو پورا کرے گی جس غرض کے لئے یہ شائع کی جا رہی ہے۔ اللّٰھم آمین! حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا! اور اب تک اِس کو جو لوگ بھی پڑھتے ہیں، بعض غیر بھی، عیسائی بھی، بڑی تعریف کرتے ہیں۔

اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر

مشہور غیر احمدی اہل قلم، محقق، ادیب اور ماہنامہ نگار کے مدیر علامہ نیاز فتح پوری صاحب نے تفسیر کبیر کا مطالعہ کیا تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو لکھا: تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور مَیں اِسے نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں، اِس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حُسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کے تبحر علمی، آپ کی وسعت نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حسن استدلال اِس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ مَیں کیوں اِس وقت تک بے خبر رہا۔

اسلام کے ذوق علم تحقیق کی عظیم یادگار

پھر انگریزی تفسیر قرآن کے دینی اور ادبی محاسن نے یورپ اور امریکہ کے چوٹی کے اہل علم کو متأثر کیا اور اُنہوں نے اِس پر شاندار ریویو کئے مثلًا مشہور اسکالر اے جے آربیری کہتے ہیں: قرآن شریف کا یہ نیا ترجمہ اور تفسیر ایک بڑا کارنامہ ہے، موجودہ جلد اِس کارنامہ کی گویا پہلی منزل ہے، کوئی پندرہ سال کا عرصہ ہوا جو جماعت احمدیہ قادیان کے محقق علماء نے یہ عظیم الشان کام شروع کیا اور کام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی حوصلہ افزاء قیادت میں ہوتا رہا، کام بہت بلند قسم کا تھا یعنی یہ کہ قرآن شریف کے متن کی ایک ایسی ایڈیشن شائع کی جائے جس کے ساتھ ساتھ اِس کا نہایت صحیح صحیح انگریزی ترجمہ ہو اور ترجمہ کے ساتھ آیت آیت کی تفسیر ہو۔۔۔ اگر ہم اِس کام کو اسلام کے ذوق علم تحقیق کی عظیم یادگار کہہ کر پیش کریں تو کوئی مبالغہ نہ ہو گا، اِس کی تیاری کے ہر مرحلہ پر مستند کتب، تفسیر و لغت اور تاریخ وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اِس علم و عرفان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطاء فرمائے!

حضرت مصلح موعودؓ کی تقاریر و خطابات نیز بارعب شخصیت کے غیروں پر مرتب ہونے والے غیر معمولی اثرات کا تذکرہ کرنے کے بعد آخر پر حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! مواد تو بہت زیادہ تھا جو مَیں نے جمع کروایا تھا لیکن وقت کی وجہ سے مَیں نے کچھ خلاصتًا پیش کیا۔ جو باتیں پیشگوئی میں حضرت مسیح موعودؑ نے پیش فرمائی تھیں یا کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بتائی تھیں وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعودؓ میں پوری ہوئیں، آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے جو علم و عرفان عطاء فرمایا تھا اِس کا کوئی بڑے بڑے سے بڑا عالِم بھی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ آپؓ کا دیا ہوا لٹریچر ایک جماعتی خزانہ ہے، آپؓ کے خطابات، خطبات، مضامین اکثر شائع ہو چکے ہیں، کچھ ہو رہے ہیں، اُنہیں ہمیں پڑھنا چاہئے۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 27/ جنوری 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس چیز کی طرف بلاتے ہیں اگر وہ حق ہے تو ساتوں بار انہی کا تیر نکال۔ میں نے سات بار قرعہ ڈالا اور ساتوں بار آپؐ کا ہی تیر نکلا

اخلاص و وفا کے پیکر بدری صحابہ حضرت ابو لُبَابَہ بن عبد المنذرؓ، حضرت ابو الضَّیَّاح بن ثابت بن نعمانؓ، حضرت اَنَسَہ مَوْلیٰ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، حضرت ابو مَرْثَد بن ابی مَرْثَد، حضرت ابو مَرْثَد کَنَّازؓ، حضرت سَلِیط بن قیس بن عمروؓ، حضرت رِفَاعَہ بن رَافِع بن مَالِک بن زیادؓ، حضرت مُجَذَّر بن زیادؓ، حضرت مَعْن بن عَدِیؓ، حضرت ابو اُسَید بن مَالِک رَبِیعہؓ، حضرت عبد اللہ بن عبد الاَسَدؓ، حضرت خَلَّاد بن رَافِعؓ، حضرت عَبَّاد بن بِشرؓ اور حضرت حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعَہؓ کی سیرت کے بعض پہلوؤں کا ایمان افروز تذکرہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج صحابہؓ کے ذکر میں سے ہی کچھ بیان کروں گا۔ پہلا جو ذکر ہے وہ

حضرت ابو لُبَابَہ بن عبد المنذرؓ

کا ہے۔ ان کے بارے میں بعض اور روایات ملی ہیں وہ بھی پیش کر دیتا ہوں۔ تفصیل تو پہلے بھی آ چکی ہے۔

علامہ ابن عبد البَرّ اپنی تصنیف الاستیعاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کی آیت وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا (سورۃ التوبۃ:102) کہ ’’اور کچھ دوسرے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا انہوں نے اچھے اعمال اور دوسرے بد اعمال ملا جلا لیے‘‘ میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابو لُبَابَہ اور ان کے ساتھ سات آٹھ یا نو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ حضرات غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ بعد میں شرمسار ہوئے اور خدا کے حضور توبہ کی اور اپنے آپ کو ستونوں کے ساتھ باندھ لیا۔ ان کا اچھا عمل توبہ اور ان کا بُرا عمل جہاد سے پیچھے رہنا تھا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد ۴ صفحہ ۱۷۴۱ ابو لُبَابَہ بن عبد المنذر دار الجیل بیروت)

مُجَمِّع بن جَارِیَہ سے روایت ہے کہ حضرت خَنْسَاء بنتِ خِدَام حضرت اُنَیس بن قَتَادَہؓ کی زوجیت میں تھیں جب آپؓ غزوہ احد کے دن شہید ہوئے۔ پھر حضرت خَنْسَاء بنتِ خِدَامؓ کے والد نے آپ کی شادی مُزَیْنَہ قبیلہ کے ایک آدمی سے کی جسے آپ ناپسند کرتی تھیں۔ حضرت خَنْسَاءؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح فسخ کر دیا تو حضرت خَنْسَاءؓ سے حضرت ابو لُبَابَہ نے شادی کی جس سے حضرت سَائِب بن ابو لُبَابَہ پیدا ہوئے۔

(معرفۃ الصحابۃ لابی نُعَیم جلد ۱ صفحہ ۲۵۰، اُنَیس بن قَتَادَۃؓ، دار الوطن للنشر)

عبد الجبار بن وَرْد سے روایت ہے کہ مَیں نے ابن ابی مُلَیْکَہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ عبد اللہ بن ابی یزید کا کہنا ہے کہ حضرت ابو لُبَابَہؓ ہمارے پاس سے گزرے ہم ان کے ساتھ تھے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں گئے ان کے ساتھ ہم بھی گھر میں داخل ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ ایک شخص پھٹے پرانے کپڑے میں بیٹھا ہے۔ مَیں نے اُس سے سنا وہ کہتا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص قرآن کو خوش آواز سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب اسْتِحْبَابِ التَّرْتِيلِ فِي الْقِرَاءَةِ حدیث نمبر: ۱۴۷۱)

پھر ذکر ہے

حضرت ابو الضَّیَّاح بن ثابِت بن نُعمانؓ

کا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو الضَّیَّاحؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر کے لیے نکلے تھے لیکن پنڈلی پر پتھر کی نوک لگنے سے زخم آیا جس کی وجہ سے وہ واپس لَوٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں اُن کا حصہ رکھا۔

(البدایۃ و النہایۃ جزء ۵ صفحہ ۲۵۲ کتاب المغازی فصل غزوہ بدر العظمیٰ دار الھجر بیروت ۱۹۹۷ء)

پھر

حضرت اَنَسَہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا ذکر ہے۔ حضرت اَنَسَہؓ کی کنیت ابو مَسْرُوح اور بعض کے نزدیک ابو مِسْرَح بیان ہوئی ہے۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد ۱ صفحہ ۲۸۳، اَنَسَہ مولی النبیؐ، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۵ء) حضرت اَنَسَہؓ سَرَاۃ میں پیدا ہوئے تھے۔ سَرَاۃ یمن اور حبشہ کے قریب ایک جگہ ہے۔

(اُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد ۱ صفحہ ۳۰۱، اَنَسَہؓ، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)
(روشن ستارے جلد 1 صفحہ 145)

ان کی ہجرت کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ جب آپؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپ حضرت کلثوم بن ہِدْمؓ کے ہاں ٹھہرے جبکہ بعض روایات کے مطابق آپ حضرت سعد بن خَیْثَمَہؓ کے ہاں ٹھہرے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۳۵، اَنَسَہ مولیٰ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء)

امام زُہریؒ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے بعد ملاقات کرنے والوں کو ملنے کی اجازت دے دیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کے لیے حضرت اَنَسَہؓ اجازت لیا کرتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۳۶، اَنَسَہ مولیٰ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء) اندر گھر ملاقاتیوں کی اطلاع دینی آپؓ کا کام تھا۔

پھر ذکر ہے

حضرت مَرْثَد بن ابی مَرْثَدؓ

کا۔ عمران بن مَنَّاح کہتے ہیں کہ جب ابو مَرْثَد اور ان کے بیٹے مَرْثَد بن ابی مَرْثَد نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اس وقت آپ دونوں حضرت کلثوم بن ہِدْمؓ کے ہاں ٹھہرے۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ آپؓ غزوۂ احد میں بھی شریک ہوئے اور سریہ رَجیع والے دن آپؓ کی شہادت ہوئی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۳۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۷ء)

حضرت مَرْثَدؓ کے ایک بیٹے اُنَیس بن ابی مَرْثَد الغنوی کا ذکر ملتا ہے۔ آپ کو انس بھی کہا جاتا ہے مگر اُنَیس اکثر ملتا ہے۔ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ اور غزوہ حنین میں شامل تھے۔

(اَسَد الغابہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۶ انیس بن مَرْثَد دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۸ء)

ابن حجر نے حضرت مَرْثَدؓ کی شہادت صفر چار ہجری بیان کی ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۰۶ صفحہ ۶۴۲ مَرْثَد بن ابی مَرْثَد۔ دار الحدیث قاھرہ ۲۰۱۰ء)

پھر ذکر ہے

حضرت ابو مَرْثَد کَنَّاز بن الْحُصَیْن الْغَنَوِیؓ

کا۔ ان کا نام کَنَّاز تھا۔ ولدیت حُصَین بن یَرْبُوع۔ آپؓ کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض کے نزدیک آپ کا نام کَنَّاز بن حُصَین جبکہ بعض کے نزدیک حُصَین بن کَنَّاز تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام ایمن تھا مگر زیادہ مشہور کَنَّاز بن حُصَین ہی تھے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر عسقلانی، باب الکنیٰ۔ ابو مَرْثَد الغنوی، جزء ۷ صفحہ ۳۰۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت ابو مَرْثَدؓ حضرت حمزہؓ کے ہم عمر اور ان کے حلیف تھے۔ آپؓ لمبے قد کے مالک تھے اور

آپؓ کے سر کے بال گھنے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جزء ۳ صفحہ ۳۴، دارالکتب العلمیة بیروت)

حضرت ابومَرْثَدؓ اور ان کے بیٹے حضرت مَرْثَدرضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کو غزوۂ بدر میں شرکت کی توفیق ملی۔ آپؓ کے بیٹے حضرت مَرْثَدؓ واقعہ رَجیع میں شہید ہوئے۔ (اَسَد الغابة فی معرفة الصحابة لابن اثیر جزء ۶ صفحہ ۲۷۶-۲۷۷، ابومَرْثَد الغنوی، دارالکتب العلمیة بیروت) پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت ابومَرْثَدؓ کے ایک پوتے حضرت اُنَیس بن مَرْثَدؓ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ وہ فتح مکہ اور غزوہ حنین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔

(أُسد الغابة فی معرفة الصحابہ لابن اثیر جزء ۱ صفحہ ۳۰۶، أُنَیس بن مَرْثَد۔ دارالکتب العلمیة بیروت)

ربیع الاول دو ہجری کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس شتر سوار مہاجرین کا ایک دستہ اپنے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کی قیادت میں مدینہ سے مشرق کی جانب سیف البحر علاقہ عِیص کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت حمزہؓ اور ان کے ساتھی جلدی جلدی وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مکہ کا رئیسِ اعظم ابوجہل تین سو سواروں کا ایک لشکر لیے ان کے استقبال کو موجود ہے۔ دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرائی کرنے لگ گئیں اور لڑائی شروع ہونے والی ہی تھی کہ اس علاقے کے رئیس مَجْدِی بن عَمرو اَلْجُھَنِیّ نے جو دونوں فریقوں کے ساتھ تعلق رکھتا تھا درمیان میں پڑ کر بیچ بچاؤ کروایا اور لڑائی ہوتے ہوتے رک گئی۔ یہ مہم

سریہ حمزہ بن عبدالمطلب

کے نام سے مشہور ہے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 329) حضرت ابومَرْثَدؓ بھی اس سریہ میں شامل تھے۔ روایت میں ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا لواء، جھنڈا حضرت حمزہؓ کو باندھا تھا اور اس سریہ میں حضرت حمزہؓ کا یہ جھنڈا حضرت ابومَرْثَد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھائے ہوئے تھے۔

(الطبقات الکبری لابن سعد جزء ۲ صفحہ ۳-۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت)

پھر ذکر ہے

حضرت سَلِیْط بن قیس بن عمروؓ

کا۔ حضرت سَلِیْطؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو عدی بن نَجّار سے تھا۔ (اَسَد الغابة فی معرفة الصحابة جلد ۲ صفحہ ۵۳۸، سَلِیْط بن قیس، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان) حضرت سَلِیْطؓ کی والدہ کا نام حضرت زُغیبہ بنت زُرَارَہؓ تھا جو حضرت اَسْعَد بن زُرارہؓ کی ہمشیرہ تھیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۳۸۸، سَلِیْط بن قیس، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء)

ایک روایت میں بیان ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے بھائی ولید بن ولید کو غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت سَلِیْط بن قَیْسؓ نے قید کیا تھا۔

(امتاع الاسماع جلد ۶ صفحہ ۲۴۸، اولاد عم ام سلمة، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۹ء)

فتح مکہ کے موقع پر انصار کے قبیلہ بَنُومَازِن کا جھنڈا حضرت سَلِیْط بن قیسؓ کے پاس تھا۔

(امتاع الاسماع جلد ۷ صفحہ ۱۶۸-۱۶۹، و اما اللواءات والرأیات، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۹ء)

اسی طرح غزوۂ حنین کے موقع پر بھی بنو مازن کا جھنڈا حضرت سَلِیْطؓ کے پاس تھا۔

(کتاب المغازی جلد ۳ صفحہ ۸۹۶، غزوہ حنین، مکتبہ عالم الکتب)

تیرہ ہجری میں جبکہ بعض کے مطابق چودہ ہجری کے آغاز میں حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں جنگِ جسر کا واقعہ پیش آیا۔ یہ جنگ مسلمانوں اور فارسیوں کے درمیان موجودہ عراق کے علاقے میں لڑی گئی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت ابو عُبَید بن مسعود ثَقَفِیؓ تھے اس لیے اس جنگ کو جنگِ جِسرِ ابی عُبَید بھی کہتے ہیں۔ اس جنگ کے مزید نام ہیں جنگِ مَرْوَحَہ جو دریائے فرات کے مغربی کنارے پر واقع ایک جگہ کا نام ہے۔ جنگ قُسُّ النَّاطِف۔ یہ بھی دریائے فرات کے مشرقی کنارے پر کوفہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ اس جنگ میں دو ہزار ایرانی تہ تیغ ہوئے جبکہ بعض روایات کے مطابق چھ ہزار ایرانی مارے گئے۔ مسلمانوں کی طرف سے بعض روایات کے مطابق اس جنگ میں اٹھارہ سو مسلمان شہید ہوئے جبکہ بعض کے مطابق چار ہزار مسلمان شہید ہوئے جن میں ستر انصار اور بائیس مہاجرین بھی شامل تھے۔ ان شہداء میں حضرت سَلِیْط بن قیسؓ بھی شامل تھے۔ بعض کے نزدیک اس معرکہ میں سب سے آخر میں شہید ہونے والے حضرت سَلِیْط بن قیسؓ تھے۔

(ماخوذ از الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللّٰہ والثلاثة الخلفاء جلد ۲ جزء ۲ صفحہ ۱۲۴-۱۲۹، عالم الکتب بیروت)
(ماخوذ از البدایة والنہایة لابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۶، مکتبة المعارف بیروت)
(ماخوذ از اٹلس فتوحات اسلامیہ از احمد عادل کمال حصہ دوم صفحہ 90، معرکہ جسر، مکتبہ دار السلام)
(البدایة والنہایة جلد ۹ صفحہ ۵۹۴ مطبوعہ دار ھجر بیروت)
(معجم البلدان جلد ۴ صفحہ ۳۴۹، دارالصادر بیروت لبنان)
(سیر اعلام النبلاء سیر الخلفاء الراشدون صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۹۹۶ء)

بعض مؤرخین کے مطابق آپؓ کی نسل آگے نہیں چلی جبکہ بعض کے مطابق آپؓ کے بیٹے کا نام عبداللہ بن سَلِیْط تھا جس نے آپ سے ایک روایت بیان کی ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت سَلِیْطؓ کی ایک بیٹی تھی جس کا نام ثُبَیْتَہ تھا جو حضرت سُخَیلہ بنتِ صِمَّہؓ کے بطن سے تھی۔ اَسَد الغابہ کے مؤلف لکھتے ہیں کہ آپؓ کی اولاد کی نسل آگے نہیں چلی۔

عبداللہ بن سَلِیْط بن قیس اپنے والد حضرت سَلِیْط بن قیسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص کا باغ تھا جس میں کسی دوسرے انصاری شخص کے کھجور کے درخت تھے اور وہ شخص اس باغ میں صبح وشام آیا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ اس کے درختوں میں سے جو باغ کی دیوار کے ساتھ لگے ہوئے ہیں ان کی کھجوریں اس انصاری کو دیا کریں جس کا باغ تھا۔

(أُسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد ۲ صفحہ ۵۳۸، سَلِیْط بن قیس، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۳۸۸، سَلِیْط بن قیس، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء)

پھر ذکر ہے

حضرت مُجَذَّر بن زِیَادؓ

کا۔ موسیٰ بن عُقبہ نے بیان کیا ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ ابویَسَر نے ابوبَخْتَرِی کو قتل کیا اور بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ مُجَذَّر نے اسے قتل کیا تھا۔ حضرت مُجَذَّرؓ نے جاہلیت میں سُوَید بن صَامِت کو قتل کر دیا تھا اور اس قتل نے جنگِ بُعَاث کو برانگیختہ کیا تھا۔ بعد میں حضرت مُجَذَّرؓ اور حضرت حارث بن سُوَید بن صامتؓ نے اسلام قبول کر لیا لیکن حارِث بن سُوَید موقع کی تلاش میں رہے کہ اپنے والد کے بدلہ میں انہیں قتل کریں۔ غزوۂ احد میں جب قریش نے مڑ کر مسلمانوں پر حملہ کیا تو حارث بن سوید نے پیچھے سے ان کی گردن پر وار کر کے انہیں شہید کر دیا۔ غزوۂ حمراء الاَسَد سے واپسی پر حضرت جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو بتایا کہ حارِث بن سُوَید نے مُجَذَّر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ حارِث بن سُوَید کو مُجَذَّر بن زیاد کے بدلے میں قتل کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے دن تشریف لے گئے جب قبا میں سخت گرمی تھی۔ حضرت عُوَیم بن سَاعِدَہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر مسجد قبا کے دروازے پر حارث بن سُوَید کو قتل کیا تھا۔ طبقات الکبریٰ کی یہ روایت ہے غالباً۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ ۲۸۳، المُجَذَّر بن زیاد، دار احیاء التراث بیروت ۱۹۹۶ء)
(الاصابہ فی تمییز الصحابہ الجزء الخامس صفحہ ۵۷۲-۵۷۳، المُجَذَّر بن زیاد، دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۵ء)
(امتاع الاسماع جلد ۱۰ صفحہ ۱۰، فصل فی ذکر من کان یقیم الحدود بین یدی رسول اللّٰہؐ، دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۹ء)

پھر

حضرت رِفَاعَہ بن رَافِع بن مَالِک بن عجلانؓ

کا ذکر ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت رِفَاعَہ بن رَافِعؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ مُعَاذ بنِ رِفَاعَہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت رِفَاعَہ بن رَافِع اور ان کے خالہ زاد بھائی حضرت معاذ بن عَفْرَاءؓ نکلے اور مکہ مکرمہ پہنچے جب دونوں ثَنِیَّہ پہاڑی سے نیچے اترے تو انہوں نے ایک شخص کو درخت کے نیچے بیٹھے دیکھا۔ راوی کے مطابق یہ واقعہ چھ انصاریوں کے نکلنے سے پہلے کا ہے یعنی بیعت عقبہ اولیٰ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جب ہم نے، اُس شخص کو دیکھا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تو ہم نے کہا کہ اس شخص کے پاس چلتے ہیں اور اپنا سامان اس کے پاس رکھوا دیتے ہیں یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کر آئیں۔ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہلیت کے رواج کے مطابق سلام کیا مگر آپؐ

نے اسلامی طریق کے مطابق سلام کا جواب دیا اور ہم کہتے ہیں کہ ہم نبی کے بارے میں سن تو چکے تھے کہ مکہ میں کسی نے دعویٰ کیا ہے مگر ہم نے آپؐ کو نہ پہچانا۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپؐ نے کہا کہ نیچے اتر آؤ۔ پس ہم نیچے اتر آئے اور آپؐ سے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے جو نبوت کا دعویدار ہے اور وہ کہتا ہے جو بھی وہ کہتا ہے یعنی جو بھی اس کا دعویٰ ہے وہ اپنے دعویٰ کے متعلق کہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مَیں ہی ہوں۔ پھر کہتے ہیں میں نے کہا کہ مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسلام کے بارے میں بتایا اور پوچھا کہ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟ ہم نے کہا انہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ بت کس نے پیدا کیے ہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو؟ ہم نے کہا یہ ہم نے خود بنائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا پھر پیدا کرنے والا عبادت کا زیادہ حق دار ہے یا وہ جن کو پیدا کیا گیا ہے۔ پھر تو تم زیادہ حقدار ہو کہ تمہاری عبادت کی جائے کیونکہ تم بتوں کے پیدا کرنے والے ہو اور پھر آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کی عبادت اور اس کی گواہی کی طرف بلاتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں اور آپس میں صلہ رحمی کرنے اور دشمنی کو چھوڑ دینے کی طرف بلاتا ہوں جو لوگوں کے ظلم کی وجہ سے ہو۔ ہم نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! جس چیز کی طرف آپؐ بلاتے ہیں اگر جھوٹی ہوئی تو بھی یہ عمدہ باتیں ہیں اور اَحسن اخلاق ہیں۔ آپؐ ہماری سواری کو سنبھالیں یہاں تک کہ ہم طواف کر آئیں۔ مُعاذ بن عَفْرَاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی بیٹھے رہے۔

رِفَاعَہ بن رَافِع کہتے ہیں پس میں بیت اللہ کا طواف کرنے گیا۔ میں نے سات تیر نکالے اور ایک تیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مقرر کر لیا جو اُن کا طریقہ تھا۔ دل کی تسلی کے لیے یہ تیروں سے شگون لیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں پھر بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دعا مانگی۔ اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس چیز کی طرف بلاتے ہیں اگر وہ حق ہے تو ساتوں بار انہی کا تیر نکال۔ میں نے سات بار قرعہ ڈالا اور ساتوں بار آپؐ کا ہی تیر نکلا۔

میں زور سے بولا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پس لوگ میرے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے یہ شخص مجنون ہے، صابی ہو گیا ہے۔ میں نے کہا بلکہ مومن آدمی ہے۔ یعنی جس کی تم باتیں کر رہے ہو وہ تو مجنون ہے، صابی ہے لیکن میں نے کہا نہیں بلکہ مجھے تو لگتا ہے مومن آدمی ہے۔ پھر میں مکہ کے بالائی علاقے میں آ گیا۔ پس

جب مُعاذ نے مجھے دیکھا تو کہا رِفَاعَہ ایسے نورانی چہرے کے ساتھ آ رہا ہے جیسا کہ جاتے وقت نہ تھا۔

یعنی کلمہ پڑھنے سے پہلے وہ نورانی چہرہ نہیں تھا جیسا کہ اب ہے۔ پس میں آیا اور اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سورۂ یوسف اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ پڑھائی۔ پھر ہم واپس آ گئے۔

(المستدرك علی الصحیحین جلد ۴ صفحہ ۱۶۵-۱۶۶ کتاب البرّ و الصّلہ حدیث ۷۲۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

حضرت رِفاعہ بن رَافعؓ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن میری آنکھ میں تیر لگا جس کی وجہ سے میری آنکھ پھوٹ گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھ پر اپنا لعاب لگایا اور میرے لیے دعا کی تو مجھے اس سے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۴ صفحہ ۵۳ باب ذکر برکۃ اثر ریقہ و یدہ صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳ء)

ایک دوسری روایت کے مطابق جنگِ بدر کے دن تیر حضرت رِفَاعَہ بن رَافعؓ کو نہیں بلکہ ان کے والد رَافِع بن مَالِک کی آنکھ میں لگا تھا۔ (المستدرك علی الصحیحین کتاب البرّ و الصّلہ صفحہ ۱۸۷۶ حدیث نمبر ۵۰۲۴ مکتبہ نزار مصطفی الباز ۲۰۰۰ء) بہرحال اللہ بہتر جانتا ہے لیکن نتیجہ بہرحال وہی ہے کہ تکلیف دُور ہوئی۔

حضرت رِفَاعَہ بن رَافِعؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ہم بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ اسی دوران ایک شخص آپؐ کے پاس آیا جو بدوی لگ رہا تھا۔ اس نے آ کر نماز پڑھی اور بہت ہلکی پڑھی۔ پھر مڑا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر بھی سلام ہو۔ واپس جاؤ پھر سے نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔

وہ پھر گیا اور نماز پڑھی۔ پھر وہ آیا اور آ کر اس نے آپؐ کو سلام کیا۔ آپؐ نے پھر فرمایا تم پر بھی سلامتی ہو اور فرمایا کہ واپس جاؤ پھر سے نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس طرح اس نے دو بار یا تین بار کیا۔ ہر بار وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپؐ کو سلام کرتا اور آپؐ فرماتے تم پر بھی سلام ہو۔ واپس جاؤ پھر سے نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ تو لوگ ڈرے اور ان پر یہ بات گراں گزری کہ جس نے ہلکی نماز پڑھی ہے اس نے نماز ہی نہیں پڑھی۔ وہاں جو لوگ، صحابہ ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے ان کو بڑا خوف محسوس ہوا کہ اس کا مطلب ہے کہ

ہلکی نمازیں تو پھر نماز ہی نہیں ہے۔ ہمیں بھی اس لحاظ سے اپنا جائزہ لینا چاہیے۔

آخر اس آدمی نے عرض کیا کہ ہمیں پڑھ کر دکھا دیں اور مجھے سکھا دیں۔ میں انسان ہی تو ہوں میں صحیح بھی کرتا ہوں اور مجھ سے غلطی بھی ہو جاتی ہے تو آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو پہلے وضو کرو جیسے اللہ نے تمہیں وضو کرنے کا حکم دیا ہے۔ پھر اگر تمہیں کچھ قرآن یاد ہو تو اسے پڑھو ورنہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَر اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہو۔ پھر رکوع میں جاؤ اور خوب اطمینان سے رکوع کرو۔ اس کے بعد بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو اور خوب اعتدال سے سجدہ کرو۔ پھر بیٹھو اور خوب اطمینان سے بیٹھو پھر اٹھو۔ جب تم نے ایسا کر لیا تو تمہاری نماز پوری ہو گئی اور اگر تم نے اس میں کچھ کمی کی تو تم نے اتنی ہی اپنی نماز میں سے کمی کی۔

(سنن الترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی وصف الصلوٰۃ حدیث: ۳۰۲)

حضرت رِفَاعَہ بن رَافعؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ کسی کی نماز مکمل نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ پوری طرح وضو کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا ہے۔ اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے اور اپنے سر کا مسح کرے اور اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الطھارۃ باب ما جاء فی الوضوء حدیث: ۴۶۰)

ایک اَور روایت میں حضرت رِفَاعَہ بن رَافعؓ سے اس واقعہ کی روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب تم کھڑے ہو اور تم نے قبلہ کی طرف رخ کیا تو اللہ اکبر کہو اور سورہ فاتحہ پڑھو اور اس کے ساتھ جتنا قرآن اللہ چاہے، جتنا تمہیں یاد ہے یا جو پڑھنا چاہتے ہو تم پڑھو جب تم رکوع کرو تو اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھو اور اپنی کمر سیدھی رکھو اور انہوں نے کہا جب تم سجدہ کرو تو اطمینان سے سجدہ کرو اور جب تم سر اٹھاؤ تو اپنے بائیں ران پر بیٹھو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع و السجود حدیث نمبر ۸۵۹)

پھر ذکر ہے

حضرت ابو اُسَید مَالِك بن رَبِیعہ

کا۔ عثمان بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو اُسَید کو دیکھا وہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جزء ۳ صفحہ ۴۲۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۷ء)

ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ اَبُو اُسَید مَالِك بن رَبِیعہ غزوہ بدر میں شریک تھے جب ان کی اخیر عمر میں بینائی چلی گئی تو انہوں نے کہا کہ اگر آج میں بدر کے مقام پر ہوتا اور میری بینائی بھی ٹھیک ہوتی تو مَیں تم کو وہ گھاٹی دکھاتا جہاں سے فرشتے نکلے تھے۔ مجھے اس میں ذرا بھی شک اور وہم نہیں ہو گا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ ۴۳۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

ابو اُسَید مَالِک بن رَبِیعہ سَاعِدی سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران بنو سَلَمہ کا ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہؐ! میرے

ماں باپ کے مرجانے کے بعد بھی ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی کوئی صورت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ ان کے لیے دعا کرنا اور ان کے لیے استغفار کرنا۔ ان کے بعد ان کے وعدوں کو پورا کرنا اور جو ان دونوں کے رشتہ دار ہیں ان سے صلہ رحمی کرنا، انہیں جوڑے رکھنا، ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔ (سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین حدیث:۵۱۴۲) اس طرح ان کو بھی ثواب پہنچتا رہے گا۔ ان کی روح کو بھی ثواب پہنچتا رہے گا۔ ان کی مغفرت کے سامان ہوتے رہیں گے۔

مَالِک بن رَبِیعہ سے مروی ہے کہ مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا: اے اللہ! سرمنڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ تو ایک شخص نے کہا اور بال کتروانے والوں کی؟ تو آپؐ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا اور بال کتروانے والوں کی بھی۔ مَیں بھی اس روز سرمنڈائے ہوئے تھا مجھے اس سے جو مسرت ہوئی وہ مجھے سرخ اونٹ یا بہت زیادہ مال ملنے پر بھی نہ ہوتی۔

(الطبقات الکبریٰ جزء ۲ صفحہ ۷۹-۸۰ دارالکتب العلمیة بیروت)

عثمان بن اَرْقَم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا: تمہارے پاس جو مالِ غنیمت ہے اسے چھوڑ دو تو حضرت ابو اُسَید السَّاعِدیؓ نے عَائِذ المرزبان کی تلوار رکھ دی تو حضرت ارقمؓ نے اسے اٹھالیا۔ اور کہا یا رسول اللہؐ! یہ مجھے دے دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تلوار ان کو عطا کر دی۔

(معرفة الصحابة لابی نعیم جلد ا صفحہ ۲۹۵ حدیث ۱۰۲۲ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۲ء)

پھر

حضرت عبداللہ بن عبد الاسدؓ

کا ذکر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ محمد بن عُمارہ کہتے ہیں کہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آنے والوں میں سب سے پہلے ہمارے پاس حضرت ابو سَلَمہ بن عَبدالاَسَدؓ تشریف لائے۔ وہ دس محرم کو مدینہ آئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاول کو مدینہ میں تشریف لائے۔ وہ مہاجرین جو سب سے پہلے آئے اور بنو عمرو بن عوف میں ٹھہرے اور جو مہاجرین آخر پر آئے ان کے درمیان دو مہینوں کا فرق ہے۔

حضرت ام سَلَمہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو سَلَمہؓ نے جب مدینہ ہجرت کی تو قبا میں حضرت مُبَشِّر بن عَبدِالمنذرؓ کے ہاں ٹھہرے۔ ہجرت کی تو وہ قبا میں حضرت مُبَشِّر بن عَبدِالمنذرؓ کے ہاں ٹھہرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سَلَمہ بن عبد الاَسَدؓ اور حضرت سَعدِ بن خَیثَمَہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جز ۳ صفحہ ۱۸۱ ومن بنی مخزوم: ابوسَلَمہ بن عبد الاَسَد دارالکتب العلمیة بیروت)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ بنو طے کے ایک شخص نے جو کہ اپنی بھتیجی سے ملنے کے لیے مدینہ آیا تھا یہ خبر دی کہ خُوَیلِد کے بیٹے طُلَیْحَہ اور سَلَمہ اپنی قوم اور اپنے حلیفوں میں گھوم رہے ہیں اور اپنی قوم اور ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکا کر جنگ پر آمادہ کر رہے ہیں تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اَبُو سَلَمہ یعنی حضرت عَبدُالله بن عَبدُالاَسَد کو بلا کر بنو اَسَد کی سرکوبی کے لیے ڈیڑھ سو مہاجرین اور انصار کی سرکردگی میں بھیجا اور ان کو لِواء یعنی ایک پرچم تیار کر کے دیا

اور جس شخص نے بنو اَسَد کے متعلق یہ اطلاع دی تھی اس کو بطور رہبر ساتھ بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سَلَمہؓ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ تم آگے بڑھتے رہو یہاں تک کہ بنو اَسَد کے علاقے میں جا کر پڑاؤ ڈالو اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ تمہارا سامنا کریں تم ان پر حملہ کر دو۔ چنانچہ اس حکم پر حضرت ابو سَلَمؓہ نہایت تیزی کے ساتھ رات دن سفر کرتے ہوئے عام راستوں سے ہٹ کر چلے تا کہ بنو اَسَد کو ان کی پیش قدمی کی خبر ہونے سے پہلے وہ ان کے سر پر جا پہنچ جائیں۔ آخر چلتے چلتے وہ بنو اَسَد کے ایک چشمے پر پہنچ گئے اور انہوں نے مویشیوں کے باڑے پر حملہ کر دیا اور ان کے تین چرواہوں کو پکڑ لیا۔ باقی تمام لوگ جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ حضرت ابو سَلَمؓہ نے اپنے دستے کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور ایک حصہ اپنے پاس رکھ کر باقی دو کو اِدھر اُدھر روانہ کر دیا۔ یہ لوگ کچھ اَور اونٹ اور بکریاں پکڑ لائے مگر کسی آدمی کو نہ پکڑ سکے۔ اس کے بعد حضرت ابو سَلَمہؓ واپس مدینہ لوٹ آئے۔ یہ سیرت الحلبیہ کا حوالہ ہے۔

(السیرة الحلبیہ جزء ثالث صفحہ ۲۳۱، باب سرایاہ و بعوثه، دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۲ء)

عمرو بن ابو سَلَمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو سَلَمہؓ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے اور ابو اُسامہ جُشَمی نے غزوہ احد میں انہیں زخمی کیا۔ اس نے حضرت ابو سَلَمہؓ کے بازو پر برچھی سے وار کیا۔ حضرت ابو سَلَمہؓ ایک ماہ تک اس زخم کا علاج کرتے رہے جو بظاہر اچھا بھی ہو گیا۔ زخم مندمل ہو گیا جس کی خرابی کو کوئی نہ پہچانتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے پینتیسویں مہینے محرم میں انہیں ایک سریہ میں قَطَن میں بنو اَسَد کی طرف بھیجا۔ قَطَن کے متعلق کہتے ہیں یہ عَنِیزَہ (نجد) اور خیبر کے وسط میں ایک پہاڑی ہے جس کے شمال میں بنو اَسَد بن خزیمہ آباد تھے۔ بہرحال وہ دس سے زائد راتیں مدینہ سے باہر رہنے کے بعد واپس لوٹے تو ان کا زخم خراب ہو گیا اور وہ بیمار ہو گئے اور تین جمادی الآخر چار ہجری کو وفات پا گئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جز ۳ صفحہ ۱۸۲ ومن بنی مخزوم: ابوسَلَمہ بن عبد الاَسَد دارالکتب العلمیة بیروت)
(فرہنگ سیرت صفحہ 237 زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

اَبُوقِلَابَہ سے مروی ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو سَلَمہ بن عبد الاَسَدؓ کے پاس عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے ساتھ ہی ان کی روح پرواز کر گئی۔

راوی کہتے ہیں کہ اس پر وہاں عورتوں نے کچھ کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رُک جاؤ۔ اپنی جانوں کے لیے خیر کے سوا اَور کوئی دعا نہ کیا کرو کیونکہ فرشتے میت کے پاس یا فرمایا میت کے اہل کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ وہ ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ لہٰذا اپنے لیے سوائے خیر کے اَور کوئی دعا نہ کرو۔ یہ رونا پیٹنا جو ہے ناں جس کو ہمارے ہاں سیاپے کرنا بھی کہتے ہیں وہ نہیں ہونا چاہیے۔ پھر فرمایا: اے اللہ! ان کے لیے ان کی قبر کو کشادہ کر دے اور ان کے لیے اس میں روشنی کر دے۔ ان کے نور کو بڑھا دے اور ان کے گناہ کو معاف کر دے۔ اے اللہ! ان کا درجہ ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند کر۔ اور ان کے پسماندگان میں تو ان کا قائمقام ہو جا۔ ہمیں اور ان کو بخش دے۔ اے رب العالمین! پھر فرمایا: جب روح نکلتی ہے تو نظر اس کے پیچھے ہوتی ہے۔ کیا تم اس کی آنکھیں کھلی نہیں دیکھتے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جز ۳ صفحہ ۱۸۳ ومن بنی مخزوم: ابوسَلَمہ بن عبد الاَسَد دارالکتب العلمیة بیروت)

پھر ذکر ہے

حضرت خَلَّادُ بن رَافِع اَلزُّرَقِیؓ

کا۔ یہ انصاری تھے۔ حضرت خَلَّادُ بن رَافِعؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ بنوخزرج کی شاخ عَجْلَان سے تھا۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ ۴۷۲ دارالکتب العلمیة بیروت مطبوعہ ۲۰۰۱ء)

ان کی والدہ کا نام ام مَالِک بنت اُبَی بنِ مَالِك تھا۔ حضرت خَلَّادُ کے بیٹے کا نام یحییٰ تھا جو ام رَافِع بنت عثمان بن خَلْدَہ کے بطن سے تھے۔ یہی لکھا ہے کہ ان کے تمام بچے شروع میں ہی وفات پا گئے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ، الجزء الثالث صفحہ ۴۴۷ خَلَّادُ بن رَافِع دارالکتب العلمیة ۱۹۹۰ء)

جیسا کہ نماز پڑھنے کے بارے میں ایک روایت بیان ہو چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تین دفعہ ایک شخص کو فرمایا کہ دوبارہ پڑھو۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی۔ پھر اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپؐ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: واپس جاؤ اور نماز پڑھو اور اسی طرح اس کو دوبارہ لوٹا دیا۔ پھر اس کو لوٹایا اور یہی کہا کہ واپس جاؤ اور نماز پڑھو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا اس لیے آپؐ مجھے سکھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لیے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو۔ پھر قرآن میں سے جو میسر ہو پڑھو یعنی سورہ فاتحہ کے بعد جو میسر ہے۔ پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں تمہیں اطمینان ہو جائے۔ پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ تمہیں سجدے میں اطمینان ہو جائے۔ پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ الغرض اپنی ساری نماز میں اسی طرح کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان حدیث ۷۵۷)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کہتے ہیں کہ وہ شخص جس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا وہ حضرت خَلّادُ بن رَافِعؓ تھے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح جز۲ صفحہ۴۵۸ باب صفة الصلاۃ حدیث نمبر۷۹۰ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۱ء)

پھر

حضرت عَبَّاد بن بِشْرؓ

کا ذکر ہے۔ غزوہ خندق کے موقع پر بھی حضرت عَبَّاد بن بِشْرؓ کو بھرپور خدمت کی توفیق ملی۔ چنانچہ حضرت ام سَلَمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مَیں خندق میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی اور کسی جگہ بھی آپؐ سے الگ نہیں ہوئی۔ آپؐ خود بھی خندق کی نگرانی فرماتے تھے۔ ہم سخت سردی میں تھے میں آپؐ کو دیکھ رہی تھی کہ آپؐ اٹھے اور جس قدر اللہ نے چاہا آپؐ نے اپنے خیمے میں نماز پڑھی۔ پھر آپؐ باہر نکلے اور دیکھا۔ کچھ دیر کے لیے نظر دوڑائی پھر میں نے آپؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا یہ تو مشرکوں کے گھڑ سوار ہیں جو خندق کا چکر لگا رہے ہیں۔ انہیں کون دیکھے گا؟ پھر آپؐ نے آواز دی۔ اے عَبَّاد بن بِشْر! حضرت عَبَّادؓ نے عرض کی میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی اَور بھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ہوں۔ ہم آپؐ کے خیمے کے اردگرد ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اپنے ساتھیوں کے ساتھ جاؤ اور خندق کا چکر لگاؤ۔ یہ ان مشرکین کے گھڑ سواروں میں سے کچھ گھڑ سوار ہیں جو تم پر چکر لگا رہے ہیں اور وہ خواہش رکھتے ہیں کہ تمہاری غفلت میں اچانک تم پر حملہ کر دیں۔ پھر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! ہم سے ان کے شر کو دُور کر دے اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما اور ان کو مغلوب کر دے۔ تیرے علاوہ کوئی انہیں مغلوب نہیں کر سکتا۔

پھر حضرت عَبَّاد بن بِشْرؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلے اور دیکھا کہ ابوسفیان مشرکین کے چند گھڑ سواروں کے ساتھ تھا اور وہ خندق کی تنگ جگہ کا چکر لگا رہا تھا اور مسلمان جو اس کنارے پر وہاں بیٹھے تھے، ان کے بارے میں آگاہ ہو چکے تھے۔ انہوں نے، مسلمانوں نے ان پر پتھر اور تیر برسائے۔ پھر ہم بھی ان کے ساتھ رک گئے اور ہم نے بھی ان پر تیر اندازی کی یہاں تک کہ ہم نے ان مشرکین کو تیر اندازی کرتے ہوئے اپنی جگہ سے ہٹنے پر مجبور کر دیا اور وہ اپنے ٹھکانوں کی طرف لَوٹ گئے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا اور میں نے آپؐ کو نماز کی حالت میں پایا۔ پھر مَیں نے آپؐ کو اس واقعہ کے بارے میں آگاہ کیا۔ حضرت ام سَلَمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپؐ کی سانس کی آواز سنی اور آپؐ اس وقت تک نہ اٹھے یہاں تک کہ مَیں نے حضرت بلالؓ کو صبح کی اذان دیتے ہوئے سنا اور فجر کی سفیدی نظر آ گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور مسلمانوں کو نماز پڑھائی۔ حضرت ام سَلَمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ

اللہ تعالیٰ عَبَّاد بن بِشْر پر رحم فرمائے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے سب سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کے ساتھ چمٹے رہے اور ہمیشہ اس کی حفاظت کرتے رہے۔

(کتاب المغازی للواقدی جزء۱ صفحہ۳۹۶-۳۹۷، غزوۃ الخندق، دارالکتب العلمیة بیروت مطبوعہ ۲۰۱۳ء)

’’حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ انصار میں سے تین اشخاص اپنی افضلیت میں جواب نہیں رکھتے تھے یعنی ’’حضرت ’’اُسَید بن الْحُضَیر، ’’حضرت ’’سَعد بن مُعَاذ اور‘‘ حضرت ’’عَبَّاد بن بِشْر۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ صفحہ 229)

تحویلِ قبلہ کے متعلق روایت

ہے۔ اس میں حضرت عَبَّاد بن بِشْر کا نام بھی آتا ہے۔ چنانچہ حضرت تُوَیلَہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم بنو حارِثہ میں ظہر یا عصر کی نماز پڑھ رہے تھے اور دو رکعت بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی تھیں کہ ایک آدمی آیا اور اس نے آ کر ہمیں بتایا کہ قبلہ مسجد حرام کی طرف پھیر دیا گیا ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ پھر ہم نے جگہ تبدیل کر لی اور مرد عورتوں کی جگہ کی طرف منتقل ہو گئے اور عورتیں مردوں کی جگہ کی طرف۔ ایک روایت کے مطابق اس اطلاع دینے والے آدمی کا نام حضرت عَبَّاد بن بِشْر بن قَیْظِی تھا جو کہ قبیلہ بنو حَارِثہ سے تعلق رکھتے تھے جبکہ ایک دوسرے قول کے مطابق یہ شخص عَبَّاد بن بِشْر بن وَقْش تھے جو بَنُو عَبدِ الاَشْهَل سے تعلق رکھتے تھے۔

(اُسد الغابة فی معرفة الصحابة جزء۳ صفحہ۱۴۸-۱۴۹۔ دارالکتب العلمیة بیروت)

(سیر اعلام النبلاء لامام الذہبی جزء۱ صفحہ۳۳۹، عَبَّاد بن بشر، الرسالة العالمیة الطبعة الثانیة ۲۰۱۴ء)

صلح حدیبیہ کے موقع پر

جب قریش مکہ کی طرف سے سُہَیل بن عمرو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بات چیت کی غرض سے آیا تو اس وقت بھی حضرت عَبَّاد بن بشر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوہے کی خَود پہنے کھڑے تھے اور آپ کے ساتھ ایک اَور صحابی حضرت سَلَمہ بن اسلم بھی تھے۔ دورانِ گفتگو جب سہیل کی آواز بلند ہوئی تو حضرت عَبَّاد بن بِشْر نے اسے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی آواز دھیمی رکھو۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جزء۵ صفحہ۵۲ باب ذکر الہدنة وکیف الصلح یوم الحدیبیة، دارالکتب العلمیة بیروت)

حضرت عَبَّاد بن بِشْر ہر غزوے کے موقع پر پیش پیش رہے

چنانچہ جب عُیَینَہ بن حِصن فَزَارِی، بنو غَطَفَان کے چند سواروں کے ساتھ غابہ پر حملہ آور ہوا جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھیل اونٹنیاں چرا کرتی تھیں تو انہوں نے اونٹنیوں کی نگرانی پر متعین آدمی کو قتل کر دیا اور اس کی بیوی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کو ساتھ لے گئے۔ جب مدینہ میں یہ خبر پہنچی تو گھڑ سوار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ روایت میں ذکر ہے کہ انصار میں سے حضرت مِقْدَاد بنِ اَسْوَد رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے پہلے حضرت عَبَّاد بن بِشْر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔

(السیرة النبویة لابن ہشام جزء ۳-۴ صفحہ ۱۷۴-۱۷۵ غزوۃ ذی قرد، دارالکتاب العربی بیروت مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

یہ مہم غزوہ ذی قرد کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی تفصیل صحیح بخاری میں بھی آئی ہے۔ یَزِید بنِ ابی عُبَید سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: مَیں نے حضرت سَلَمہ بن اکوعؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نماز فجر کی اذان سے پہلے مدینہ سے نکل کر غابہ کی طرف گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھیل اونٹنیاں ذی قرد مقام پر چَر رہی تھیں۔ کہتے تھے کہ عبدالرحمٰن بن عوف کا ایک لڑکا مجھے رستے میں ملا۔ کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں لے گئے ہیں۔ میں نے کہا کون لے گئے ہیں؟ اس نے کہا غَطَفَان کے لوگ۔ کہتے تھے کہ یہ سنتے ہی میں نے یا صَبَاحَاہ کی آواز تین بار بلند کی اور ان کو پہنچا دی جو مدینہ کے دو پتھریلے میدانوں میں تھے۔ پھر اپنے سامنے بے تحاشا دوڑ پڑا یہاں تک کہ ان لٹیروں کو جا لیا اور وہ جانوروں کو پانی پلانے لگے تھے۔ میں نے انہیں تیروں کا نشانہ بنایا اور میں اچھا تیر انداز تھا اور یہ رجز کہتا جاتا تھا۔ میں اکوع کا بیٹا ہوں آج کا دن وہ ہے جس میں معلوم ہو جائے گا کہ دودھ پلانے والیوں نے کسے دودھ پلایا ہے اور میں گرجتے ہوئے یہ رجزیہ شعر پڑھتا تھا یہاں تک کہ ان سے تمام دودھیل اونٹنیاں چھڑا لیں اور ان سے تیس چادریں بھی چھین لیں۔ کہتے تھے کہ میں اسی حال میں تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے لوگوں سمیت آ پہنچے۔ مَیں نے کہا نبی اللہ! میں نے ان لوگوں کو پانی نہیں پینے دیا اور وہ پیاسے تھے۔ آپ ان کی طرف اس وقت دستہ بھیجیے۔ آپؐ نے فرمایا:

اکوع کے بیٹے! تم نے ان پر قابو پا لیا ہے اس لیے نرمی کرو۔

حضرت اکوعؓ کہتے تھے پھر ہم لوٹ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے اپنی اونٹنی پر بٹھا لیا اور ہم اسی حالت میں مدینہ میں داخل ہوئے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غَزْوَۃِ ذَاتِ القَرَدِ روایت نمبر ۴۱۹۴)

پھر ذکر ہے

حضرت حَاطِبؓ بن اَبِی بَلْتَعہؓ

کا۔ ان کی وفات تیس ہجری میں پینسٹھ سال کی عمر میں مدینہ میں ہوئی۔حضرت عثمانؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۸۴ و من حلفاء بنی اسد۔دارالکتب العلمیة ۱۹۹۰ء)

ان کے بارے میں مزید لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے بھی آپ کو مُقَوقِس کے پاس مصر بھیجا اور ایک معاہدہ ترتیب دیا جو حضرت عَمرو بِن عاصؓ کے حملہ مصر تک طرفین کے درمیان قائم رہا۔

(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب۔جلد ۱ صفحہ ۳۱۴ حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعہ اللخمی۔دارالجیل بیروت ۱۹۹۲ء)

حضرت حَاطِبؓ خوبصورت جسم کے مالک تھے۔ ہلکی داڑھی تھی۔ گردن جھکی ہوئی تھی۔ پست قامت کی طرف مائل اور موٹی انگلیوں والے تھے۔ یعقوب بن عُتْبَہ سے مروی ہے کہ حضرت حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعہؓ نے اپنی وفات کے دن چار ہزار دینار اور دراہم چھوڑے۔ آپؓ غَلّہ وغیرہ کے تاجر تھے اور آپؓ نے اپنا ترکہ مدینہ میں چھوڑا۔

(الطبقات الکبریٰ۔لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۸۵ و من حلفاء بنی اَسَد دارالکتب العلمیہ ۱۹۹۰ء)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حَاطِب کا غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؓ کی شکایت لے کر آیا۔ غلام نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! حَاطِب ضرور جہنم میں داخل ہو گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تُو نے جھوٹ بولا۔ وہ اس میں ہرگز داخل نہیں ہو گا کیونکہ وہ غزوۂ بدر اور صلح حدیبیہ میں شامل ہوا تھا۔

(سنن ترمذی۔ابواب المناقب باب فیمن سب أصحاب النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حدیث نمبر ۳۸۶۴)

حضرت سعید بن مسیّبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ حضرت حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعہؓ کے پاس سے گزرے وہ بازار میں کشمش بیچ رہے تھے۔حضرت عمرؓ نے کہا یا تو اپنی قیمت زیادہ کریں یا پھر ہمارے بازار سے چلے جائیں۔مزید لکھا ہے کہ حضرت امام شافعیؒ سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ عید گاہ کے بازار میں حضرت حَاطِبؓ کے پاس سے گزرے۔ ان کے سامنے دو ٹوکریاں کشمش کی بھری پڑی تھیں۔حضرت عمرؓ نے ان سے ان کا نرخ پوچھا تو انہوں نے کہا دو مُدّ ایک درہم میں دے رہا ہوں۔حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ مجھے طائف سے آنے والے قافلے کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ آپؓ کے نرخ کا اعتبار کرتے ہیں۔ یا تو آپؓ نرخ زیادہ کریں یا پھر گھر میں بیٹھ کر جیسے چاہیں بیچیں۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ گھر آئے اور سوچ بچار کی تو پھر حضرت حَاطِبؓ کے گھر ان سے ملنے گئے اور ان سے کہا جو کچھ مَیں نے آپؓ سے کہا تھا وہ میری طرف سے کوئی زبردستی نہیں ہے اور نہ میری طرف سے وہ فیصلہ تھا۔ میں نے یہ بات صرف شہریوں کی بھلائی کے لیے کی تھی۔ آپؓ جہاں چاہیں بیچیں اور جتنے میں چاہیں بیچیں۔

(السنن الکبری للبیہقی جزء ۶ حدیث ۱۱۱۴۶۔ جماع ابواب السلم۔ باب التسعیر۔صفحہ ۴۸ دارالکتب العلمیة ۲۰۰۳ء)

حضرت مصلح موعودؓ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مدینہ مُنورہ میں قیمتوں پر اسلامی حکومت تصرف رکھتی تھی۔ چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ مدینہ کے بازار میں پھر رہے تھے کہ آپؓ نے دیکھا ایک شخص حاطِب بن اَبِی بَلْتَعہ اَلْمُصَلّٰی نامی بازار میں دو بورے سوکھے انگوروں کے رکھے بیٹھے تھے۔حضرت عمرؓ نے ان سے بھاؤ دریافت کیا تو انہوں نے ایک درہم کے دو مُدّ بتائے۔ یہ بھاؤ بازار کے عام بھاؤ سے سستا تھا۔اس پر آپؓ نے ان کو حکم دیا کہ اپنے گھر جا کر فروخت کریں مگر بازار میں وہ اِس قدر سستے نرخ پر فروخت نہیں کرنے دیں گے کیونکہ اِس سے بازار کا بھاؤ خراب ہوتا ہے اور لوگوں کو بازار والوں پر بدظنی پیدا ہوتی ہے۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’فقہاء نے اس پر بڑی بحثیں کی ہیں۔بعض نے ایسی روایات بھی نقل کی ہیں کہ بعد میں حضرت عمرؓ نے اپنے اس خیال سے رجوع کر لیا تھا مگر

بالعموم فقہاء نے حضرت عمرؓ کی رائے کو ایک قابلِ عمل اصل کے طور پر تسلیم کیا ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ اسلامی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ریٹ مقرر کرے ورنہ قوم کے اخلاق اور دیانت میں فرق پڑ جائے گا

مگر یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ اس جگہ انہی اشیاء کا ذکر ہے جو منڈی میں لائی جائیں۔ جو اشیاء منڈی میں نہیں لائی جاتیں اور انفرادی حیثیت رکھتی ہیں ان کا یہاں ذکر نہیں۔ پس جو چیزیں منڈی میں لائی جاتی ہیں اور فروخت کی جاتی ہیں اُن کے متعلق اسلام کا یہ واضح حکم ہے کہ ایک ریٹ مقرر ہونا چاہئے تا کوئی دکاندار قیمت میں کمی بیشی نہ کر سکے۔ چنانچہ بعض آثار اور احادیث بھی فقہاء نے لکھی ہیں جن سے اس کی تائید ہوتی ہے۔‘‘

(خطبات محمودؒ جلد 19 صفحہ 307-308 خطبہ 10/ جون 1938ء)

یہاں مقابلہ بازی میں پھر ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اس لیے ایک ریٹ ہو۔

غزوۂ بنو مصطلق پانچ ہجری سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقیع کے مقام سے گزرے تو وہاں وسیع علاقہ اور گھاس دیکھی اور بہت سے کنویں دیکھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کنوؤں کے پانی کے متعلق پوچھا تو عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب ہم ان کنوؤں کی تعریف کرتے ہیں تو ان کا پانی کم ہو جاتا ہے اور کنویں بیٹھ جاتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعہؓ کو حکم دیا کہ وہ ایک کنواں کھودیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیع کو چراگاہ بنانے کا حکم دیا۔ حضرت بلال بن حارث مُزَنیؓ کو اس پر نگران مقرر فرمایا۔حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس زمین میں سے کتنے حصہ کو چراگاہ بناؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب طلوع فجر ہو جائے تو ایک بلند آواز شخص کو کھڑا کرو۔ رات کے اندھیرے میں تو دُور تک آوازیں جاتی ہیں اس لیے دن کے وقت جب دن چڑھ جائے تو اس وقت ایک شخص کو کھڑا کرو پھر اسے مُقَمَّل نامی پہاڑی پر کھڑا کرکے جہاں تک اس شخص کی آواز جائے اتنے حصہ کو مسلمانوں کے گھوڑوں اور اونٹوں کی چراگاہ بنا دو جس کے ذریعہ سے وہ جہاد کر سکیں۔ یعنی جہاد کے لیے مسلمانوں کے جو گھوڑے اور اونٹ ہیں وہ وہاں چریں۔حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مسلمانوں کے چرنے والے جانوروں کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔مسلمانوں کے جو دوسرے جانور ہیں ان کے بارے میں (کیا ارشاد ہے؟)۔ آپؐ نے فرمایا: وہ اس میں داخل نہیں ہوں گے صرف جہادی جو جہاد کے لیے استعمال ہونے والے ہیں وہی اس جگہ سے چر سکتے ہیں۔ باقی اپنی اپنی چراگاہوں پر جائیں۔حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! اس کمزور مرد یا کمزور عورت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس کے پاس قلیل تعداد میں بھیڑ بکریاں ہوں اور وہ انہیں منتقل کرنے پر قدرت نہ رکھتے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو اور انہیں چرنے دو۔ جو غریبوں کا تھوڑا بہت مال ہے اسے بے شک چرنے دو۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۴ صفحہ ۳۵۲-۳۵۳ غزوہ بنی المصطلق۔مطبوعہ دارالکتب العلمیة لبنان ۱۹۹۳ء)

یہ جو ایک روایت آئی ہے پہلے بھی بیان ہو چکی ہے کہ ایک انصاری تھا جس نے حضرت زبیرؓ سے حَرَّہ کی اس ندی کے بارے میں جھگڑا کیا جس سے لوگ کھجوروں کو پانی دیا کرتے تھے۔ انصاری نے حضرت زبیرؓ سے کہا کہ پانی بہنے دو اور حضرت زبیرؓ نے نہ مانا تو وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا: زبیر! تم اپنے درختوں کو سیراب کرلو۔ پھر اپنے ہمسائے کے لیے پانی چھوڑ دو۔ انصاری کو غصہ آ گیا اور اس نے کہا آپؐ نے یہ فیصلہ اس لیے کیا ہے کہ یہ آپؐ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپؐ نے فرمایا: زبیر! اپنے درختوں کو پانی دو۔ پھر پانی کو روکے رکھو یہاں تک کہ وہ منڈیروں تک بھر آئے۔حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت اسی وقت نازل ہوئی تھی کہ تیرے رب کی قسم! وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہوں گے جب تک وہ تجھے ان باتوں میں حَکم نہ مانیں جو اُن کے درمیان اختلافی صورت اختیار کرتی ہے۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

(صحیح البخاری۔کتاب المساقاة و السیر باب سکر الانہار حدیث نمبر ۲۳۵۹، ۲۳۶۰)

اس حدیث میں جن انصاری کا ذکر ہے ان کے بارے میں تفاسیر میں اختلاف ہے۔ تفسیر قرطبی میں مکی وَالنُّہَاس کے قول کے مطابق لکھا ہے کہ وہ انصاری حضرت حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعہؓ تھے۔

(الجامع لاحکام القرآن لقرطبی جزو ۶ صفحہ ۴۴۱ مؤسسة الرسالة بیروت ۲۰۰۶ء)

تو یہ ہیں جن کا مَیں نے آج بیان کرنا تھا۔ کچھ تھوڑے سے رہ گئے ہیں وہ ان شاء اللہ آئندہ کبھی بیان کر دوں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 17/ فروری 2023ء صفحہ 5 تا 10)

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے ایک ورق

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

اپنے عملی نمونہ کے ساتھ مثال پیش کرنے کی اہمیت

اس دن شام کو نیشنل سیکرٹری جائیداد صاحب نے حضور انور کو بتایا کہ جب جاپان میں رہنے والے احمدی بچے سکول جاتے ہیں تو وہ اپنے جوتے کلاس میں داخل ہونے سے پہلے نہایت ترتیب کے ساتھ ریکس میں رکھتے ہیں، تاہم جب وہ مسجد آتے ہیں تو وہ نہایت لاپرواہی اور بے ترتیبی سے اپنے جوتے اتار کر پھینکتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے اس حوالے سے بچوں سے پوچھا ہے تو انہوں نے بتایا ہے کہ سکول میں ہر کوئی نہایت تمیز سے جوتے اتار کر رکھتا ہے لیکن ہماری مساجد میں ہم اپنے بڑوں کے نمونے دیکھتے ہیں جو اپنے جوتے ترتیب سے نہیں رکھتے۔

یہ سننے پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایک مثال ہے کہ کس طرح کسی شخص کا عملی نمونہ اور برتاؤ اگلی نسلوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ پس جملہ ممبرانِ عاملہ اور بڑوں کو اپنا بہترین نمونہ اپنے بچوں اور آئندہ نسلوں کے لیے پیش کرنا چاہیے۔

یہ ملاقات تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہی اور اس (بابرکت) مجلس میں شرکت کی وجہ سے خاکسار نے حضور انور کی راہنمائی اور ہدایات سے بہت کچھ سیکھا۔

Tokyo تک ٹرین کا ایک یادگار سفر

22/ نومبر کی شام کو حضور انور اور قافلہ Nagoya سے روانہ ہوئے اور ٹوکیو واپسی ہوئی۔ ہم نے ایک مرتبہ پھر بلٹ ٹرین کے ذریعے سفر کیا اور یہ سفر شام چار بج کر بتیس منٹ پر Nagoya سے ٹرین پر شروع ہوا۔ خاکسار، حضور انور اور خالہ سبوحی کی بالکل پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ نصف سفر کرنے کے بعد میں نے دیکھا کہ حضور انور اپنی نشست سے کھڑے ہوئے تو میں بھی احتراماً کھڑا ہو گیا کیونکہ میرا خیال تھا کہ شاید حضور انور کیبن میں چہل قدمی فرمانا چاہتے ہیں۔ تاہم آپ تشریف لائے اور میرے ساتھ والی سیٹ پر تشریف فرما ہو گئے۔ الحمدللہ۔ اگلے چند منٹوں کے لیے مجھے حضور انور کے ساتھ بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی اور ہم نے گزشتہ روز Nagoya میں ہونے والی استقبالیہ تقریب کے بارے میں گفتگو کی۔ جب آپ کو خلیفہ وقت کے ساتھ ایسی قربت میں بیٹھنے کا موقع ملتا ہے تو آپ حضور انور کی خوبصورتی اور شخصیت سے اور زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ وہ لمحات انمول ہوتے ہیں اور جس دوران میں حضور انور سے محو گفتگو تھا اس وقت بھی یہ سوچ رہا تھا کہ میں اس سفر کو ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ ان شاءاللہ

میں نے حضور انور کو چند احباب کے بارے میں بتایا جن سے میں گزشتہ شام ملا تھا اور حضور انور نے بعض مہمانان جن سے آپ نے ملاقات فرمائی تھی ان کا ذکر فرمایا۔ مثال کے طور پر حضور انور نے ذکر فرمایا کہ کس طرح ایک جاپانی ڈاکٹر نے آپ کو بتایا کہ حضور انور کی تقریر سننے کے بعد وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ جس اسلام کا حضور انور نے پرچار فرمایا ہے اسے جاپان میں خوب پذیرائی حاصل ہو گی۔

جس دوران ہم بیٹھے ہوئے تھے حضور انور نے اپنی اچکن سے ایک رومال نکالا۔ یہ ایک handwipe تھا۔ جو حضور انور اکثر استعمال فرماتے ہیں جسے جرمن cologne کمپنی 4771 تیار کرتی ہے۔ حضور انور نے اس کی پیکنگ کھولی اور اپنے دونوں ہاتھوں کو صاف کیا جس کے بعد اس wipe کو اپنی اگلی سیٹ کے magazine sleeve میں رکھ دیا۔ جونہی حضور انور اپنی سیٹ پر واپس جانے کے لیے کھڑے ہوئے، میں نے وہ استعمال شدہ wipe اٹھایا اور اس سے اپنے ہاتھ (تبرکاً) صاف کیے اور اس سارے دن کے لیے اسے اپنے پاس سنبھال کر رکھا۔ کیونکہ میں نے اس کو اپنے چہرے پر بھی پھیرا تھا اور اس سے نا صرف Cologne 4771 کی خوشبو آ رہی تھی بلکہ حضور انور کی شاندار خوشبو سے بھی جو اس کا حصہ بن چکی تھی سے میں خوب لطف اندوز ہوا۔

حضور انور کے غیر لرزاں دست مبارک

ہم اسی ٹوکیو Hilton ہوٹل میں شام چھ بج کر پینتیس منٹ پر پہنچے جہاں ہم اس دورہ میں قبل ازیں قیام پذیر رہے تھے۔ درحقیقت ہم سب انہی کمروں میں ٹھہرے ہوئے تھے جہاں اس دورہ کے ابتدا میں قیام پذیر تھے۔ یہاں پہنچتے ہی حضور انور نے ازراہ شفقت خاکسار کو فرمایا ''ٹوکیو میں خوش آمدید'' اور مجھے ایک ویڈیو دکھائی جو آپ نے دوران سفر اپنے فون پر بنائی تھی۔ میں واقعتاً حیران ہوا جب میں نے وہ ویڈیو دیکھی کیونکہ عام طور پر جب کوئی اپنے فون سے ویڈیو بناتا ہے تو اس ویڈیو میں ہلنے اور لرزنے کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔ خاص طور پر جب آپ مستقل اپنے گردونواح کی ویڈیو بنا رہے ہوں۔ تاہم حضور انور نے جو ویڈیو بنائی تھی وہ بالکل غیر لرزاں تھی گویا وہ کسی ایسے کیمرے سے بنائی گئی ہو جو کسی tripod پر fix کیا گیا ہو۔

نماز کے لیے تاخیر کا شکار ہونا

اس شام نماز کا وقت آٹھ بجے مقرر تھا اس لیے اس دورانیہ میں احمد بھائی اور میں کچھ دیر کے لیے اپنے بستروں میں لیٹ کر ٹی وی دیکھنے

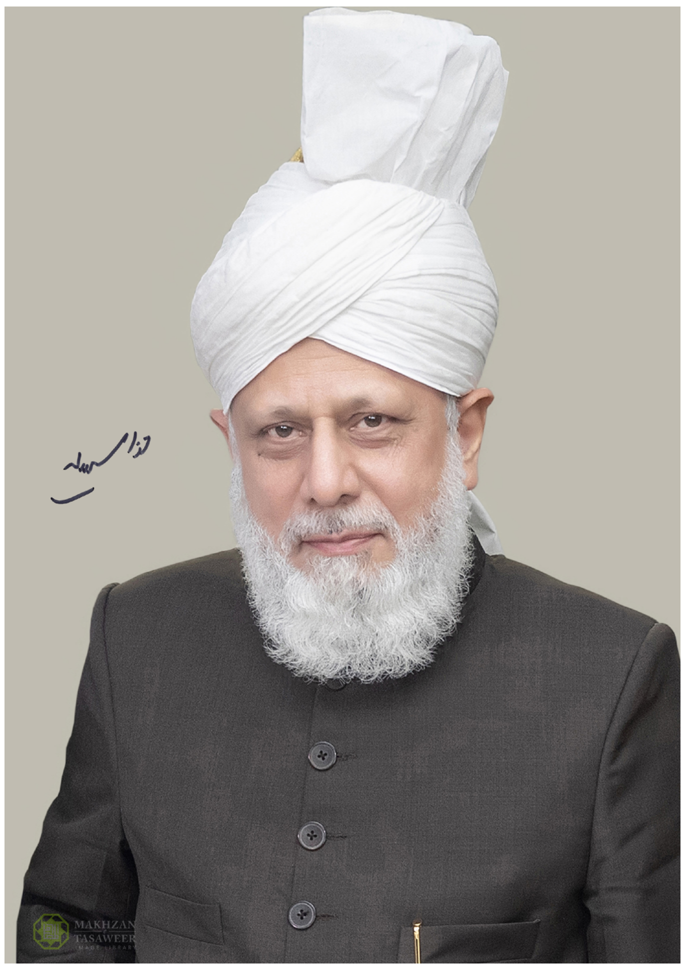

لگے۔ شام سات بج کر چالیس منٹ پر احمد بھائی بستر سے اٹھے اور کمرے سے باہر چلے گئے۔ میری آنکھ لگے ہوئے ابھی پانچ یا چھ منٹ ہی ہوئے ہوں گے کیونکہ کچھ منٹوں کے بعد ہی مجھے ایک آواز سنائی دی جس نے مجھے بیدار کر دیا۔ مجھے لگا کہ احمد بھائی ہمارے کمرے میں واپس آئے ہیں لیکن جب میں نے آنکھیں کھولی تو میں حیران رہ گیا کیونکہ حضور انور میرے بیڈ کے قریب کھڑے تھے اور دروازہ پر دستک دینے کے بعد اندر تشریف لا چکے تھے اور آپ نے سلام بھی کہا تھا۔ حضور انور نے استفسار فرمایا کہ کیا میرا نماز پڑھنے کا ارادہ نہیں ہے۔ یہ نہایت موزوں سوال تھا کیونکہ نماز میں چند منٹ رہتے تھے اور میں سو رہا تھا۔ میں نے حضور انور کو بتایا کہ میں نے سات بج کر پچاس منٹ کا الارم لگایا ہوا ہے اور اسی دوران میرے فون پر الارم بجنے لگا۔

حضور انور نے ہمارے کمرے کا جائزہ لیا لیکن مجھے تسلیم کرنا پڑے گا کہ میں آدھا نیند میں تھا اور طبیعت میں کچھ سستی بھی تھی۔ ایک دم اچانک سے میں نے حضور انور سے پوچھا کہ کیا ہمارے ٹوکیو میں قیام کے دوران آپ کچھ سیاحتی مقامات پر تشریف لے جائیں گے۔ بعد میں مجھے شرمندگی محسوس ہوئی کہ میں نے یہ کیوں پوچھا تھا۔ بہر حال حضور انور نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:

''میری شہر کو دیکھنے کی غرض سے باہر جانے کی ضرورت نہ ہے، میں پہلے ٹوکیو آ چکا ہوں اور وہ کافی ہے۔''

پھر حضور انور نے فرمایا کہ آپ نماز کے لیے نیچے تشریف لے جا رہے ہیں اور یہ کہ میں وضو کر کے (بروقت) نماز کے لیے پہنچ جاؤں۔ جونہی حضور انور کمرے سے باہر تشریف لے گئے میں نے وضو کیا اور اگرچہ نماز کے پہلے حصہ میں کچھ تاخیر سے پہنچا تاہم پہلی رکعت میں نماز میں شامل ہو گیا۔

(حضور انور کا دورہ جاپان نومبر 2015ء از ڈائری عابد خان)

(باتعاون: مظفرہ ثروت۔ جرمنی)

علی بھٹی

مبشر اولاد بمقابل گستاخ اولاد

یتزوج ویولد له کے پس منظر میں قادیان اور بٹالہ کے دو خاندانوں کے ''پنج تن پاک'' اور ''دس ناہنجار'' کی تاریخ

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء، مامورین اور مقربین کو ہمیشہ خاص انعامات سے سرفراز فرماتا رہا ہے اور اپنی برکتوں سے ان کو مالا مال کرتا رہا ہے۔ ان انعامات میں سے ایک انعام پاک اور خادم دین اولاد بھی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بہت سے انبیاء کو سرفراز فرمایا اور موجودہ زمانہ کے مامور اور مرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی پاک نسل اور پاک اولاد کی بشارتیں دیں اور اپنے وعدوں کے موافق مطہر اولاد عطا فرمائی۔ دوسری طرف ہمیں آپ کے بچپن کے دوست اور ہمجولی اور بعد میں آپ کے اوّل المخالف بن جانے والے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نظر آتے ہیں جنہوں نے تین شادیاں کیں اور ان تینوں بیگمات میں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا۔ اس مختصر تحریر میں ان دونوں شخصیات کی اولاد اور ان کی خدمت اسلام کے حوالہ سے تاریخ کے جھروکوں سے جھانکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قبل از ولادت مبشر بیٹوں کی خدائی اطلاع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''شیخ محمد حسین بٹالوی کو حلفاً پوچھنا چاہئے کہ کیا یہ قصہ صحیح نہیں کہ یہ عاجز اس شادی سے پہلے جو دہلی میں ہوئی اتفاقاً اس کے مکان پر موجود تھا اس نے سوال کیا کہ کوئی الہام مجھ کو سناؤ۔ میں نے ایک تازہ الہام جو انہیں دنوں میں ہوا تھا اور اس شادی اور اس کی دوسری جز پر دلالت کرتا تھا اس کو سنایا اور وہ یہ تھا کہ بکرٌ وثیّب یعنی مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہوگی اور پھر بعدہٗ ایک بیوہ سے۔۔۔ پھر ایک اور الہام ہے جو فروری 1886ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کردے گا۔سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہوگیا یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اب دیکھو! یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اوّل افترا کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں۔

پھر ایک اور نشان یہ ہے جو یہ تین لڑکے جو موجود ہیں۔ ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے آنے کی خبر دی گئی ہے چنانچہ محمود جو بڑا لڑکا ہے اس کی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے جو پہلے لڑکے کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا جو رسالہ کی طرح کئی ورق کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے اور بشیر جو درمیانی لڑکا ہے اس کی خبر ایک سفید اشتہار میں موجود ہے جو سبز اشتہار کے تین سال بعد شائع کیا گیا تھا اور شریف جو سب سے چھوٹا لڑکا ہے اس کے تولد کی نسبت پیشگوئی ضیاء الحق اور انوار الاسلام میں موجود ہے اب دیکھو! کہ کیا یہ خدائے عالم الغیب کا نشان نہیں ہے کہ ہر ایک بشارت کے وقت میں قبل از وقت وہ بشارت دیتا رہا۔

(روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 298-299)

''حمایت اسلام'' کرنے والی ''نورانی اولاد'' جو ''ینقطع من ھولاء ویبدء منك'' کی مظہر ہوگی

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا سے خبر پا کر اعلان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اُس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو اُن نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے ... اُس نے تیری خاندانی بزرگی کو تیرے وجود کے ساتھ زیادہ کیا۔ اب ایسا ہوگا کہ آئندہ تیرے باپ دادے کا ذِکر منقطع کیا جائے گا اور ابتدا خاندان کا تجھ سے ہوگا۔ تجھے رُعب کے ساتھ نصرت دی گئی ہے اور صدق کے ساتھ تو اَے صدیق! زندہ کیا گیا۔نصرت تیرے شامل حال ہوئی اور دشمنوں نے کہا کہ اب گریز کی جگہ نہیں...... کیا تیرا آبائی خاندان او رکیا دامادی کے رشتہ کا خاندان دونوں برگزیدہ ہیں یعنی جس جگہ تعلق دامادی کا ہوا ہے وہ بھی شریف خاندان سادات ہے اور تمہارا آبائی خاندان بھی جو بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے مرکب ہے خدا کے نزدیک شرف اور مرتبت رکھتا ہے۔ اس جگہ یاد رہے کہ اِس الہام کے اندر جو میرے خاندان کی عظمت بیان کرتا ہے ایک عظیم الشان نکتہ مخفی ہے اور وہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ اور رسول اور نبی جن پر خدا کا رحم اور فضل ہوتا ہے اور خدا ان کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 275-276)

''تیری عطا'' یہ ''مہرو ماہتاب'' ''نسل سیدہ'' سے ''پنج تن'' ''ہرگز نہیں ہوں گے برباد''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی مبشر اولاد کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو یاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تو نے بارہا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اِک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیّدہ ہے
یہی ہیں پنج تن جن پر بِنا ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
دِیئے تو نے مجھے یہ مہر و مہتاب
یہ سب ہیں میرے پیارے تیرے اسباب
دِکھایا تو نے وہ اے رب ارباب
کہ کم ایسا دِکھا سکتا کوئی خواب
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین۔ بشیر احمد اور مبارکہ کی آمین)

اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پنج تن یعنی پانچ مطہر اولادیں اور آگے ان کی اولادیں، مہر و ماہتاب ہیں تو باغ اسلام کے شمشاد ہیں۔ اسلام کے سپاہی ہیں تو دشمنان اسلام کے خلاف سیسہ پلائی دیوار ہیں۔ شش جہت میں اسلام کی سر بلندی اور اعلائے اسلام کے لئے جو خدمات دینیہ بجا لا رہی ہیں ان کے معترف تو جماعت کے مخالفین بھی نظر آتے ہیں۔ خلفائے احمدیت کے زیر سایہ اکناف عالم میں پھیلی جماعت احمدیہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس سچائی کی دلیل کے طور پر کافی ہے۔ اس لئے ہم مولوی صاحب کی طرف بڑھتے ہیں۔

جناب مولوی محمد حسین بٹالوی کی اولاد

انہیں دنوں ہندوستانی اُفق پر ایک اور عالم دین نظر آرہے تھے یعنی جناب مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب، جن کا اس وقت پورے ہندوستان میں طوطی بول رہا تھا۔

- آپ ایڈیٹر اور مالک اخبار اشاعۃ السنۃ تھے۔
- آپ اپنے آپ کو وکیل اہل حدیث اور شیخ عجم کہلواتے تھے۔
- آپ کی تین بیویاں اور 10 بچے تھے۔
- آپ اہل حدیث جلسوں کی صدارت کرتے تھے اور خطبہ استقبالیہ پڑھتے تھے۔
- آپ فرقہ اہل حدیث کی طرف سے سرکار برطانیہ اور وائسرائے سے ملنے والے وفود کی سرکردگی کرتے تھے۔
- انگریزی سرکار سے رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد لکھ کر خوشنودی کے طور پر 4 مربع زمین حاصل کر چکے تھے۔
- اس کے علاوہ 4 مربع زمین کے بہاول پور میں مالک تھے۔
- 2 مربع زمین خانپور میں، جبکہ 2 مربع زمین نوشہرہ میں ان کی جائیداد میں شامل تھا۔
- زرعی زمینوں کے علاوہ بہت سے مکان، بہت سی حویلیاں اور دیوان خانوں سمیت ڈھیروں ڈھیر دولت کے مالک تھے۔

(اشاعۃ السنۃ جلد 22 شمارہ 7 صفحہ 208 1909ء)

یہ دونوں مندرجہ بالا ہستیاں ہم جولی بھی تھیں اور ایک گونہ دوستی

کا تعلق بھی تھا۔ اسی دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ لکھی تو مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں پہلے 1879ء میں ایک اشتہار کی شکل میں براہین احمدیہ کے بارے میں لوگوں کو توجہ دلائی کہ اس کتاب کی اشاعت کے لئے لوگ مصنف کتاب کی اعانت فرمائیں اور اس کتاب کو جلد چھپوائیں۔

(اشاعۃ السنۃ صفحہ 8 ضمیمہ 6 جلد 2 شمارہ 6 1879ء)

پھر 1880ء میں ایک دفعہ پھر بڑے دکھ سے لکھا اور لوگوں کو توجہ دلائی۔

(اشاعۃ السنۃ 1880ء جلد 3 شمارہ 9 صفحہ 3)

پھر 1884ء میں جب براہین کے پانچوں حصہ مکمل ہو گئے تو آپ نے وہ مشہور تبصرہ لکھا جو شمارہ نمبر 6 سے شروع ہوا اور شمارہ نمبر 11 پر جا کر ختم ہوا یعنی صفحہ 158 سے لے کر 348 صفحے تک یہ تبصرہ پھیلا ہوا ہے۔ جس میں صفحہ نمبر 169 پر آپ نے براہین احمدیہ کا خلاصہ درج کرنے کے بعد یہ الفاظ لکھے کہ:

”ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔“

میں نے ہی آپ کو آسمان پر چڑھایا تھا اور میں ہی گراؤں گا۔ بٹالوی صاحب کا اعلان

پھر حالات یکسر تبدیل ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا سے خبر پا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کر دیتے ہیں اور دعویٰ مہدویت اور مسیحیت کا اعلان فرما دیتے ہیں تب یہی مولوی صاحب جو وکیل اہل حدیث ہیں خم ٹھونک کر آپ کی مخالفت میں نکل آتے ہیں اور یہ بلند بانگ اعلان فرما دیتے ہیں:

”اسی اشاعۃ السنۃ نے .... دھوکہ میں آ کر ریویو براہین احمدیہ ... میں اس کو امکانی ولی اور ملہم بنایا اور لوگوں میں اس کا اعتبار جمایا تھا جس کو یہ حضرات اپنے دعاوی ... کی تائید میں اب پیش کر رہے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اشاعۃ السنۃ کا ریویو براہین احمدیہ اس کو امکانی ولی و ملہم نہ بناتا تو .... تمام مسلمانوں کی نظر میں بے اعتبار ہو جاتا۔“

پھر مزید بلند دعویٰ کرتے ہوئے فرمایا:

”لہٰذا اسی اشاعۃ السنۃ کا فرض ہے اور اس کے ذمہ یہ ایک قرض تھا کہ اس نے جیسا اس کو آسمان پر چڑھایا تھا۔ ویسا ہی .. اس کو زمین پر گرا دے۔“

(اشاعۃ السنۃ 1890ء جلد 13 شمارہ 1 صفحہ 4-3)

1890ء سے لے کر 1908ء تک کا دور مخالفت

جناب بٹالوی صاحب 1890ء میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو زمین پر گرانے کے اعلان کے ساتھ گھر سے نکلے تو مخالفت کی ہر صنف میں انتہاء سے گزر گئے۔ طعن و تشنیع، مخالفت، الزام، استہزاء، حتیٰ کہ جماعت احمدیہ دشمنی میں مخالفین اسلام تک سے جا ملے اور پادریوں سے اتحاد تک گوارا کر لیا۔ مگر جماعت کا قافلہ ترقیات کی منازل طے کرتا رہا اور 1908ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک کامیاب جرنیل کی طرح فتح نصیب ہو کر اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

میری اولاد، میرے قتل کے درپے ہے (بٹالوی)

افسوس تاریخ کا یہ عبرتناک واقعہ 1909ء میں پیش آ رہا تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک فتح نصیب جرنیل کی طرح اپنا مشن مکمل کر کے انقلاب کی باگیں خلیفۃ المسیح الاولؓ کے سپرد کر کے اپنے مولا کے حضور حاضر ہو چکے تھے۔ جبکہ آپؑ کا اوّل المخالف جو آپؑ کو زمین پر گرانے کا اعلان لے کے اٹھا تھا آج زمین پر بیٹھا اپنے ہی بیٹوں اور بیٹیوں پر گند اچھالنے میں مصروف تھا اور پھر چند سال بعد گمنامی میں ڈوب کر کسی گمنام جگہ پر آسودہ خاک ہو گیا۔

اس عبرت ناک قصے کی تفصیل یوں ہے کہ مولوی صاحب نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ 1909ء کی اشاعت میں جلد 22 شمارہ 7 صفحہ 203 سے لے کر 216 تک زیر عنوان وقف علی الاولاد و الاقارب اور جلد 22 شمارہ 8 صفحہ 217 سے 232 تک زیر عنوان ”عقوق“ اپنی اولاد کی بے دینی اور ان کو جائیداد سے عاق کرنے کی وجوہات کا تفصیلی اعلان خود درج کیا اور درج ذیل الفاظ اپنی اولاد کے بارے میں رقم فرمائے:

”چونکہ میرے لڑکوں کی سفاہت درجہ فسق کو کامل کر کے درجہ کفر تک پہنچ گئی ہے جس کا بیان میرے مضمون عقوق میں ہو چکا ہے۔ ان کے فسق و فجور پر سال ہا سال سے ان کے اصرار کرنے سے کوئی صورت ان کی رشد و ہدایت کی نظر نہیں آتی لہٰذا میرا اپنی جائیداد کو اپنی مِلک سے نکال کر وقف کر دینا اور ان کی فسق و فجور کے لئے کچھ نہ چھوڑنا آیت قرآنی کے الفاظ اور فحوائے خطاب کی پوری تعمیل ہے۔ ان کے جہل اور اس جہل پر ان کے اصرار کو خیال میں لا کر مجھے ظن غالب قریب بہ یقین پیدا ہو گیا ہے کہ اگر میں اپنی جائیداد کو مِلک میں چھوڑ کر مروں گا تو اِن نالائقوں میں جو زنا کاری، شراب خوری میں مبتلا ہیں وہ اس مال کو تھوڑے دنوں میں رنڈی بازی و شراب خوری میں تلف کر دیں گے۔ ان کی بدکاری و ظلم کا مظلمہ میری گردن پر رہے گا۔ ان ظالموں اور بدکاروں کے دست برد اور تظلم کے خوف سے میں نے کوئی حصہ جائیداد منقولہ کا بھی پسماندگان کی توریت تملیک کے لئے نہیں چھوڑا۔ میرے لڑکوں میں سے ایک نے میرے قتل و ہلاکت کا ارادہ کر کے اس کا کچھ سامان بہم پہنچانے میں کوشش کی بھی تھی جس میں وہ کامیاب نہ ہوا۔“

(اشاعۃ السنۃ جلد 22 شمارہ 7 صفحہ 203-204)

صفحہ 208 ”میری مِلک اور قبضہ و تصرف میں جائیداد غیر منقولہ سے 2 مکان سکونتی قیمت تقریباً چار ہزار روپیہ ہے 1 حویلی قدیم 2 دیوان خانے ہیں اور تیسرے مکان منہدم کی زمین و ملبہ قیمت تقریباً دوسو روپیہ ہے۔ 4 مربع زمین جو اپر گوگیرہ برانچ لوئر چناب پر چک نمبر 123 میں سرکار انگریزی سے عنایت ہوئی ہے۔ 4 مربع زمین میرے تعہد میں ریاست بہاول پور میں ہے 2 مربع کے قریب علاقہ خان پور میں اور 2 مربع زمین علاقہ نوشہرہ میں ہے .... میرے پانچوں جوان لڑکوں (عبد السلام، محمد اطہر، احمد حسین، عبد النور) جو ایک والدہ سے ہیں۔

(صفحہ 209) اور عبد الشکور جو دوسری والدہ سے ہے میری اطاعت سے بغاوت اختیار کی اور تعلیم دینی حاصل کرنے سے صاف انکار کر کے اور نماز وغیرہ احکام اسلام سے بعض نے عدم التزام و ترک سے اور بعض نے صاف صاف انکار کر کے اور حقہ نوشی سے بڑھ کر منہیات شرعیہ اور بعض نے جرائم قانونی (جن کی مثلیں عدالت میں موجود ہیں) کا ارتکاب کر کے۔ بعض نے داڑھیاں صفاچٹ کر کے .... میرے پاس سے چلے گئے اور پہلے تین اپنی والدہ کو بھی میری اجازت کے بغیر بلکہ صریح مخالفت کے ساتھ اپنے پاس لے گئے۔ پانچ لڑکوں کے علاوہ میری 3 جوان لڑکیاں صاحب اولاد ہیں (امۃ السلام، امۃ الرشید، اور مریم) جب تک صغیر سن رہیں میری تربیت و تعلیم سے میری اطاعت میں رہیں اور جب جوان ہوئیں۔ دنیاوی اغراض فاسدہ کی وجہ سے میری مخالف ہیں اور بعض ان میں سے نماز روزہ کی بھی پابند نہیں رہیں۔“

صفحہ 210 پر اپنی تیسری بیوی اور ان کے بچوں کا انتہائی دکھ اور غم گیر دل سے ذکر کرنے کے بعد ایک ہارے ہوئے باپ کی طرح لکھا:

”میرے بعد اس شہر و محلہ پوریاں بٹالہ میں ان کی خبر گیری اور خیر خواہی کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔ میرے اقارب میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو ان کو با امن ان مکانوں میں رہنے دے گا بلکہ وہ ان مکانات سے ان کو باہر نکال ان میں اپنا بے جا تصرف کر لیں گے اور قرآن و حدیث پڑھنے کی جگہ وہ ان مکانات میں بدکاریاں کریں گے۔“

(اشاعۃ السنۃ جلد 22 شمارہ 7 صفحہ 208-210)

”عبد السلام لڑکوں میں اول درجہ کا میرا نافرمان بردار و متکبر و سرکش ہے۔ ویسے ہی لڑکیوں میں امۃ السلام اول درجہ کی نافرمان بردار سرکش و متکبر لڑکی ہے۔ اس کے گھر میں نماز برائے نام رہ گئی ہے۔ نہ اس کا شوہر التزام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے نہ جوان بیٹیاں اور بیٹا اور نہ داماد۔ نمازوں کے وقت بے نماز بیٹھا رہتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا جس سے مجھے اس قدر رنج آتا ہے جس کو میں ظاہر نہیں کر سکتا اور حقہ نوشی کے علاوہ اس گھر میں افیون خوری بھی کھلم کھلا جاری ہے۔“

(اشاعۃ السنۃ جلد 22 شمارہ 7 صفحہ 212)

”تو ہمارا باپ ہی نہیں“، ”عیسائی یا آریہ بننے جا رہے ہیں“، ”نماز کو گالیاں دیتے ہیں“

اس کے بعد آپ نے صفحہ 217 سے عقوق کے نام سے اپنے بچوں کا عاق نامہ لکھا اور ایک بار پھر سے اس میں ان کے جرائم درج کئے (صفحہ 225) ”میں نے وصیت شائع کی۔ میری اس وصیت کو میری اولاد نے منظور نہ کیا اور اس کے برخلاف بعض نے میرے منہ پر صاف کہہ دیا کہ تو ہمارا باپ ہی نہیں اور بعض غائبانہ کہنے لگ گئے کہ یہ ہمارا باپ کیسا ہے کہ ہمارے لئے کچھ وراثت نہیں چھوڑنا چاہتا؟ ...... میرے پانچوں بیٹوں میں عبد الشکور جو دوسری والدہ سے ہے ان سب سے اول درجہ کا متکبر اور میری اطاعت سے سرکشی میں نمبر اول ہے۔ اس نے سرکشی اختیار کی تو پھر جو سرکش ہو کر بھاگا اُس کو اُس نے اپنے پاس جگہ دی۔ سب سے بڑھ کر بد چلنی اختیار کرنے والا اور مجھے جانی و مالی ایذاء پہنچانے والا نمبر چہارم و پنجم ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو اسلام چھوڑ کر عیسائی یا آریہ ہو جانے کا ارادہ کر چکے تھے۔ بعض جو میرے جبر سے نماز میں کھڑے ہو گئے تو بے وضو۔ بلا استنجاء بول و براز اور بعض نماز کو صریح گالیاں بھی دے چکے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو قانونی جرائم کے بھی مرتکب ہو گئے ہیں اور اُن کے مقدمات کی مثلیں عدالت میں موجود ہیں اور بعض میری جان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ بھی ظاہر کر چکے ہیں اور اس کے وسائل بہم پہنچانے میں بھی سعی کر چکے ہیں۔ میری وصیت سے ناراض ہو کر میری تینوں جوان لڑکیوں نے بھی میری اطاعت سے سرکشی اختیار کی۔ سب اولاد سے بڑی لڑکی امۃ

السلام ہے وہ لڑکیوں میں اول درجہ کی سرکش و متکبر ہے جیسے لڑکوں میں اول درجہ عبد السلام ہے۔ دوسری امۃ الشکور ہے خود تو سرکش نہ تھی مگر اُس کے شوہر نے اس کو سرکش بنا دیا ہے۔ تیسری لڑکی مریم ہے جو شادی ہونے سے پیشتر تو بالکل سادہ طبع اور بے کینہ تھی مگر اُس کی شادی ایک مولوی فاضل سے ہوگئی جو دینی علم خشیۃ اللہ و تقویٰ مروت و فاشکر و احسان سے بہت کم حصہ رکھتا ہے۔ یہ جتھہ مجھ سے نہیں ملتے میرے پاس سے گزر جانے پر بھی سلام نہیں کرتے۔''

(اشاعۃ السنۃ جلد 22 شمارہ 8 صفحہ 225)

سمع خراش الفاظ مگر دلخراش حقیقت

اس کے بعد صفحہ 228 پر آپ نے اپنی اولاد کے حوالے سے وہ دلخراش فقرے بھی قلم بند کر دیئے جو شاید ہی کوئی باپ اور خاص کر ایک عالم دین اپنے بچوں کے لئے تو کیا دوسروں کے بچے کے لئے بھی لکھنے سے پہلے سو بار ہچکچائے گا مگر افسوس کہ مولوی صاحب کو یہ دن بھی دیکھنا پڑا۔

''اس مضمون میں مَیں یہ اعلان کرتا ہوں کہ وہ پانچوں لڑکے اور تینوں لڑکیاں اور ان کے متعلقین میرے عاق و نافرماں بردار ہیں۔ خصوصاً مولوی فاضل صاحب جو فاضل ہو کر جاہلوں کے تابع ہو گئے۔ میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ۔۔۔ باپ صرف وہی نہیں ہوتا جو اولاد کے لئے وراثت چھوڑ کر جائے.... بعض کہتے ہیں کہ والد نے اپنی ضرورت و خواہش نفسانی کو پورا کیا جس سے ہم قدرتی طور پر پیدا ہو گئے ہم پر اُس نے کیا احسان کیا۔''

استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ

پھر صفحہ 230 پر مزید الزام لگاتے ہوئے فرمایا:

''جب تک وہ صغر سنی کی حالت میں رہے عام دستور کے موافق گھر کے کام کرتے رہے اور جب سن بلوغ کو پہنچ گئے تو گھر کے کام پھر چھوڑ بیٹھے اور کارفرما بن گئے اور اپنی جینٹلمینی وضع قائم رکھنے کے لئے بجائے اس کے کہ میری خدمت کریں ناجائز طور پر اور زبردستی میں گھر کا مال مارنا اور لوٹنا شروع کر دیا۔ کبھی والدہ کا زیور گھر سے نکال کر لے گئے۔ کبھی چھوٹی ہمشیرہ کا اتار کر لے گئے علیٰ ہذا القیاس۔''

''یہاں یہ سوال ہوگا کہ سب کے سب لڑکے اور لڑکیاں کیوں اپنی بد چلنی و سرکشی و آوارگی کے طریق پر نکلے یہ تمہاری تربیت کا قصور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میری تعلیم و تربیت تو ان کے حق میں اسی طرح ہوتی رہی۔ ہاں جب میں کبھی سفر میں جاتا تھا تو میرے قائم مقام نگرانی کرنے والا کوئی نہ ہوتا تھا۔ (صفحہ 231)

اسی وجہ سے میری تعلیم و تربیت کا اثر ان پر کم ہوا اور سکول کی صحبت و تعلیم کا اثر زیادہ ہوا'' اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

باقی 2 تن کو بچانے کے لیے

جماعت احمدیہ کا دست شفقت

جب مولوی صاحب اپنے 10 بچوں میں سے 8 بچوں کو عاق کر چکے تو خلیفۃ المسیح الاولؓ محض ہمدردی خلق میں حضرت منشی یعقوب علیؓ ایڈیٹر اخبار الحکم کو مولوی صاحب کے پاس بھیجا تا کہ وہ اپنے چھوٹے دو بچے قادیان بھجوا دیں تا کہ ان کی مناسب تربیت کی جاسکے۔

مؤرخہ 11/ فروری 1910ء کے اخبار اہل حدیث میں جناب مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب نے اسی حوالہ سے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب سے ایک سوال ''جناب مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی صاحب جواب دیں'' کے عنوان سے شائع کیا۔ تو اس کا جواب آپ نے 25/ فروری 1910ء کو اسی اخبار میں اس عنوان سے شائع کروایا۔

جواب استفسار متعلق قادیان مندرجہ اخبار اہل حدیث مطبوعہ 11/ فروری 30/ محرم 1368ھ

''میرے پانچ لڑکے یکے بعد دیگرے علم عربی پڑھنے میں کوتاہی اور آخر صاف انکار اور مخالفت احکام شریعت پر اصرار کرنے کے سبب میری اطاعت سے خارج اور عاق ہو گئے (پانچ بیٹے اور 3 بیٹیاں)۔ انہی کی دیکھا دیکھی باقی ماندہ دو نابالغ لڑکے گھر سے بھاگنے اور آوارہ پھرنے لگ گئے تھے اور ان میں سے ایک لڑکا ابو اسحٰق اب تک آوارہ پھرتا ہے اور اس کا پتہ نہیں لگتا۔ دوسرا چھوٹا عبد الباسط لڑکا قابو آیا تو منشی یعقوب علی ایڈیٹر ''الحکم'' نے اس کا حال سن کر ہمدردی کا اظہار اور اپنے سکول کے انتظام کی تعریف کرکے اصرار کے ساتھ کہا کہ آپ ان کو چند روز کے لئے ہمارے سپرد کر دیں۔ سٹاف سکول اور بورڈنگ کے حسن تدبر و نگرانی و لطف سے لڑکے کا دل وہاں تعلیم پر اچھی طرح لگ گیا اور اس کی آوارگی جاتی رہی۔ عید کے موقعہ پر وہ میرے بلانے سے اپنے گھر آیا تو ایک دن سے زیادہ نہ ٹھہرا اور بولا کہ میری تعلیم کا حرج ہو گا۔ ان کے اس احسان و ہمدردی کے ساتھ اب بھی میں اس فرقہ کا ایسا مخالف ہوں جیسا کہ پہلے تھا۔ ہاں یہ سوال ضرور ہو گا کہ پنجاب و ہندوستان میں بہت سے مدارس اہل سنت و اہل حدیث ہیں ان کو چھوڑ کر وہاں کیوں بھیجا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں بہت سے مدارس اہل سنت و اہل حدیث کا امتحان کر چکا ہوں ان میں سے کوئی بھی آوارہ لڑکوں کی اصلاح نہ کر سکا۔ میں نے پہلے ایک لڑکے عبد الرشید کو مدرسہ نعمانیہ لاہور کے سپرد کیا پھر اس کو مدرسہ آرہ بازار میں بھیجا۔ پھر دو لڑکوں احمد حسین و محمد اطہر کو مدرسہ اہل حدیث لکھو کے علاقہ فیروز پور میں ایک مدت تک رکھا۔ پھر ایک لڑکے عبد الشکور کو امرتسر کے مدرسہ ثنائی کے سپرد کیا۔ پھر ایک لڑکے عبد النور کو مدرسہ نعمانیہ لاہور کے سپرد کیا پھر اس کو تعلیم کے واسطے مدرسہ حمایت اسلام کے سپرد کیا اور بود و باش اور نگرانی کے لئے مولوی عبد العزیز سیکرٹری مجلس اہل حدیث کے مکان پر رکھا۔ ان مدارس سے کسی مدرسہ میں ان لڑکوں کی تربیت و تعلیم نہ ہوئی جو قادیان میں اس چھوٹے کی ہو رہی ہے تو مجبور و ناچار ہو کر منشی یعقوب علی ایڈیٹر اخبار الحکم کی دوستانہ درخواست و اصرار پر لڑکے کو قادیان میں بھیج دیا۔ جس کا نتیجہ اس وقت تک خاطر خواہ نکل رہا ہے۔ اب بھی کسی مدرسہ میں بھیجنے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ اس کا انتظام و تعلیم قادیان سکول سے بڑھ کر نہ ہو تو کم بھی نہ ہو برابر ہو۔''

(اخبار اہل حدیث 14 صفر 1368ھ 25/ فروری 1910ء صفحہ 10)

(بحوالہ تحریک ختم نبوت مصنفہ ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی صفحہ 194 تا 202
ناشر رئیس الاحرار اکادمی فیصل آباد مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور)

افسوس صد افسوس

چھوٹی بیگم کے دو بیٹے باقی بچے تھے ان کو بچانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنا دست شفقت دیا اور ان کو قادیان منگوایا جن کا حال ہم نے اوپر درج کیا ہے۔ وہ بہت حد تک سدھر بھی گئے تھے۔ مگر افسوس دیگر علمائے کرام کے روز روز کے طعن اور دباؤ سے تنگ آ کر بٹالوی صاحب نے ان دونوں بچوں کو واپس بلا لیا۔ بچے پھر سے واپس بٹالہ آ گئے مگر قادیان سے جانے کے بعد عبد الباسط اپنے باقی بھائیوں کی طرح پہلے آوارہ ہوا اور پھر عیسائی ہو گیا اور پھر جوانی میں ہی راہی عدم ہو گیا۔

(تحریک ختم نبوت مصنفہ ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی صفحہ 205
ناشر رئیس الاحرار اکادمی فیصل آباد مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
بحوالہ اخبار اہل حدیث یکم فروری 1918ء صفحہ 3)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر صالح اولاد کو آثار اولیاء الرحمٰن بتاتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

''خدائے تعالیٰ اُن کو ضائع نہیں کرتا اور ذلّت اور خواری کی مار اُن پر نہیں مارتا کیونکہ وہ اس کے عزیز اور اس کے ہاتھ کے پودے ہیں..... اُن کے آثار خیر باقی رکھے جاتے ہیں اور خدائے تعالیٰ کئی پشتوں تک اُن کی اولاد اور ان کے جانی دوستوں کی اولاد پر خاص طور پر نظر رحمت رکھتا ہے اور ان کا نام دنیا سے نہیں مٹاتا۔ یہ آثار اولیاء الرحمٰن ہیں اور ہر یک قسم ان میں سے اپنے وقت پر جب ظاہر ہوتی ہے تو بھاری کرامت کی طرح جلوہ دکھاتی ہے۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 338)

ادارہ الفضل آن لائن کی کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعود بابت مختلف ممالک و شہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعے اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور ان کے مقاصد
5. ارشادات نور
6. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت
7. دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے
8. قرآنی انبیاء
9. معلمین وقف جدید کے لیے مشعل راہ
10. اداریے جلد 1
11. اداریے جلد 2
12. اداریے جلد 3
13. واقعہ افک
14. کتاب تعلیم
15. مجدد دین اسلام تعارف و کارہائے نمایاں
16. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
17. حیات نور الدین
18. جامع المناہج والاسالیب
19. مقام و عظمت خلافت
20. الفضل کی اہمیت، افادیت اور قلم کے استعمال کی ترغیب
21. مسز ناصر کی کہانی مسز ناصر کی زبانی
22. قرآن کی سورتوں کا تعارف
23. سیدنا حضرت امیر المؤمنین کا دورۂ امریکہ 2022ء
24. ربط ہے جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
25. سیدنا مصلح موعودؓ

یہ تمام کتب الفضل آن لائن کی ویب سائٹ پر پڑھی جاسکتی ہیں: https://www.alfazlonline.org/adaraykikutub/

طلحہ علی۔ مبلغ سلسلہ فلپائن

پسر موعود از حضرت پیر منظور محمدؓ

(مصنف قاعدہ یسرنا القرآن)

رسالہ پسر موعود جس کا دوسرا نام مصلح موعود بھی ہے ایک مختصر کتابچہ ہے جو حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ نے تصنیف فرمایا اور اس میں متعدد دلائل کے ذریعہ ثابت کیا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی 20؍ فروری 1886ء والی پیشگوئی بابت پسر موعود کے مصداق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ ہیں۔ گو کہ یہ رسالہ خلافت ثانیہ کے ابتدائی ایام میں شائع ہوا تھا البتہ حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ نے یہ رسالہ خلافتِ اولیٰ کے آخری ایام ہی میں تصنیف فرمالیا تھا۔ اس رسالہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں درج دلائل کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے نہ صرف پڑھا بلکہ زبانی و تحریری طور پر ان سے اتفاق کرتے ہوئے تصدیق بھی فرمائی کہ ان کے نزدیک بھی پسر موعود کے مصداق مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہی ہیں۔

تفصیل اس اجمال کی کچھ یوں ہے کہ حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ 8؍ ستمبر 1913ء کو حضرت مسیح موعودؑ کے اشتہارات کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ کو معلوم ہوگیا کہ پیشگوئی پسر موعود کے مصداق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہی ہیں۔ آپ اسی وقت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس امر کا ذکر کیا جس کے جواب میں حضورؓ نے فرمایا:

’’ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب بھی کرتے ہیں۔‘‘

حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ نے اس پر گھر آ کر اگلے چند دنوں میں ان تمام دلائل کو جمع کیا جن سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کا پسر موعود ہونا ثابت ہوتا تھا اور اس میں چودہواں قرینہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا بھی اس بارے میں یہی اعتقاد ہونا تحریر فرمایا اور ساتھ ہی چند دن پہلے ہونے والے واقعہ کا بھی ذکر کیا نیز حضورؓ کے مندرجہ بالا الفاظ بھی اس میں شامل کئے۔ اس کے بعد آپ نے یہ تمام دلائل، جو فل سکیپ کاغذ کے چار ورقوں پر مرقوم تھے، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں پیش کئے جنہیں حضورؓ نے آپ کے سامنے ہی پڑھنا شروع کر دیا۔ جب حضورؓ پڑھتے پڑھتے چودہویں قرینہ پر پہنچے تو حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ نے عرض کی کہ حضور! چند دن پہلے آپ نے یہ الفاظ فرمائے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس کی تصدیق کی اور پیر منظور محمد صاحبؓ کے عرض کرنے پر اس کے نیچے تحریری تصدیق کرتے ہوئے اپنے قلم مبارک سے یہ الفاظ تحریر فرمائے:

’’یہ الفاظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں۔ نور الدین 10؍ ستمبر 1913ء‘‘

شائع شدہ رسالہ پسر موعود میں حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تحریری تصدیق کا عکس بھی شائع کیا ہے اور تحریر فرمایا ہے کہ اصل ان کے پاس موجود ہے جو دوست دیکھنا چاہیں دیکھ سکتے ہیں۔ یہ عکس قارئین الفضل کے از دیاد ایمان کے لئے نقل ہے۔

اس ضمن میں حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ نے ایک اور انتہائی قابل ذکر بات یہ بھی تحریر فرمائی ہے کہ قلمی تصدیق کے اگلے روز یعنی 11؍ ستمبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اپنے گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور پیر صاحبؓ ان کے پاؤں دبا رہے تھے کہ حضورؓ نے بغیر کسی تذکرہ کے خود ہی ارشاد فرمایا کہ: ’’ابھی یہ مضمون شائع نہ کرنا جب مخالفت ہو اس وقت شائع کرنا۔‘‘

یہ مختصر رسالہ الٰہ بخش پریس قادیان کا شائع کردہ ہے۔ اس میں پیشگوئی مصلح موعود کی بابت 6 اہم امور کا ذکر ہے:

1. پسر موعود کی پیشگوئی
2. پسر موعود کی علامات کا ذکر
3. پسر موعود کے مرتبہ کا ذکر
4. پسر موعود کی میعاد
5. پسر موعود کے نام
6. پسر موعود کی تعیین

رسالہ کے پہلے حصہ میں الہامی عبارات اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریرات رقم کرتے ہوئے حاشیہ میں مندرجہ بالا 6 قسموں میں سے جو بھی قسم اس حصہ پر چسپاں ہوتی ہے کو حاشیہ میں لکھ دیا گیا ہے تا کہ عبارت پڑھتے ہوئے وضاحت ہوتی جائے۔

رسالہ کے دوسرے حصہ کا ٹائٹل ’’حضرت اقدس کی تعیین‘‘ ہے جس میں حضورؑ کے مختلف اقتباسات سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود بھی پسر موعود کی تعیین فرما دی تھی اور آپؑ کے نزدیک بھی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہی اس پیشگوئی کے مصداق تھے۔ تیسرے حصہ کا ٹائٹل ’’علامات کے ذریعہ تعیین‘‘ ہے اور اس میں پسر موعود کی نو (9) علامتوں کا ذکر ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہی پسر موعود ہیں۔ رسالہ کے آخری حصہ کا ٹائٹل ’’حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کی تعیین‘‘ ہے اور اس میں مندرجہ بالا تمام واقعہ تفصیل سے درج ہے نیز آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تحریری تصدیق کا عکس بھی شائع کیا گیا ہے۔ رسالہ کے آخر میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا شجرۂ نسب (اولاد کی تفصیل) درج ہے نیز ’’خلاصہ‘‘ کے ٹائٹل کے تحت تمام دلائل کا مختصر اعادہ کیا گیا ہے۔

آخری صفحہ پر ’’ایک مفید اطلاع‘‘ کے عنوان کے تحت ایک اور ایمان افروز امر کا بھی ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس رسالہ کے چھپنے سے دس بارہ سال قبل پیر منظور محمد صاحبؓ کو ارشاد فرمایا تھا کہ ’’سبز اشتہار کو اپنے پاس حفاظت سے رکھو۔‘‘ اس ضمن میں حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ نے حضرت مولوی محمد قاسم علی صاحبؓ کو بطور گواہ بھی پیش کیا ہے کہ ان سے اس امر کا ذکر بہت پہلے کیا جا چکا ہے۔ نیز یہ نوٹ بھی دیا ہے کہ پسر موعود کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نعمت اللہ شاہ ولی نے بھی کی ہے اور اس رسالہ کا مقصد صرف تعیین دکھانا ہے۔

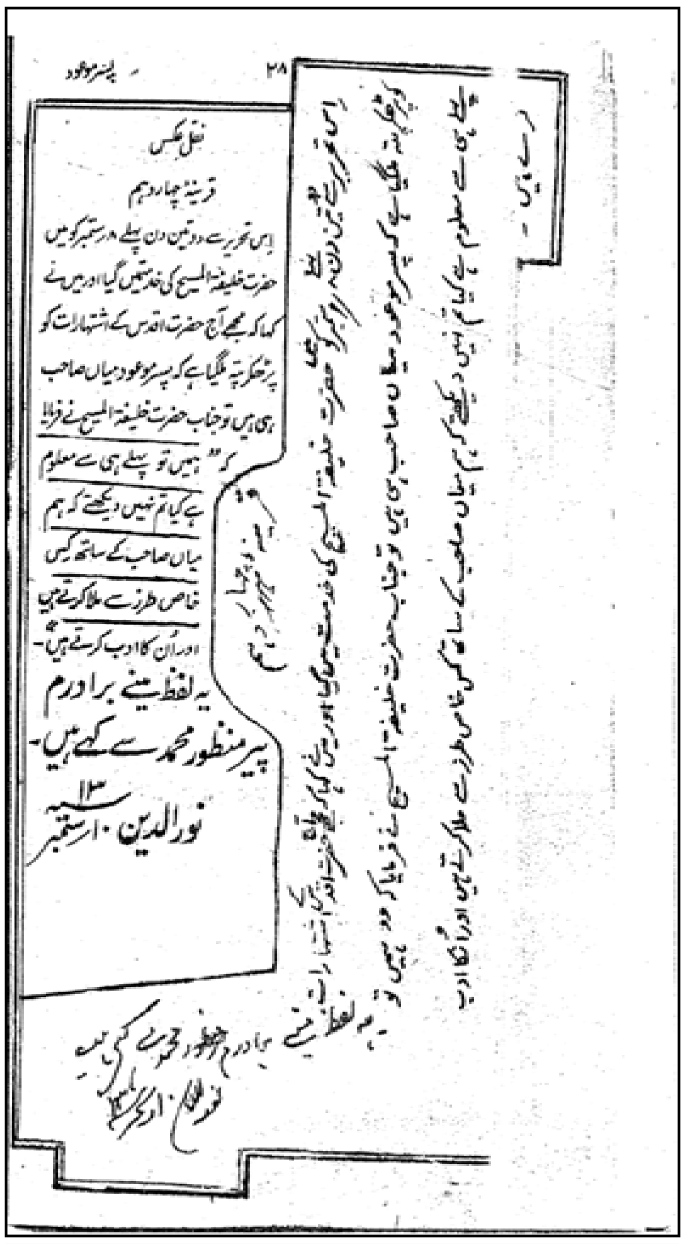

پسر موعود ۲۸

نقل عکس

قرینہ چہاردہم

اس تحریر سے دو تین دن پہلے ۸ر ستمبر کو میں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں گیا اور میں نے کہا کہ مجھے آج حضرت اقدس کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ لگا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں تو جناب حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ ’’ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔‘‘

یہ لفظ مینے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں۔

نور الدین ۱۰ ستمبر ۱۳

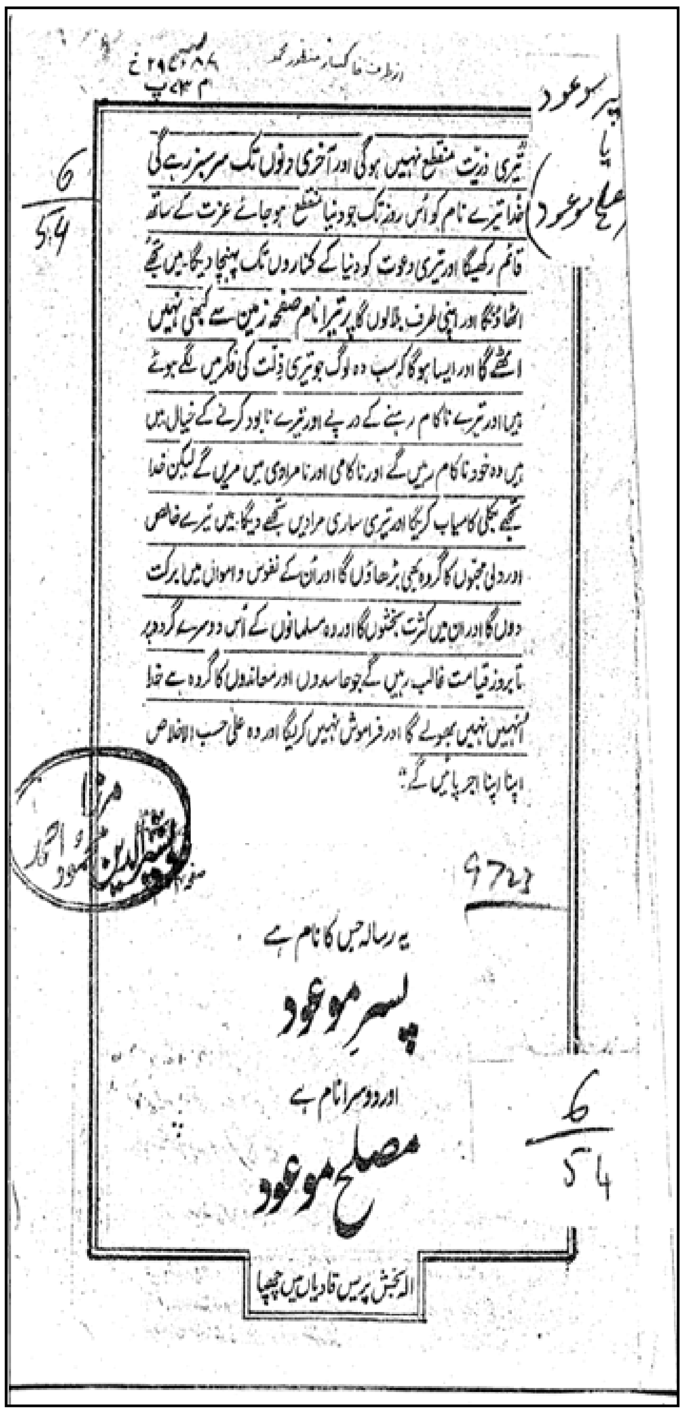

پسر موعود یا مصلح موعود

’’تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھیگا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا۔ میں تجھے اٹھاؤنگا اور اپنی طرف بلاؤں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کریگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کریگا اور وہ علی حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔‘‘

یہ رسالہ جس کا نام ہے

پسر موعود

اور دوسرا نام ہے

مصلح موعود

الٰہ بخش پریس قادیان میں چھپا

رپورٹ: مبارک احمد فرخ۔ نیشنل جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ آسٹریا

جماعت احمدیہ آسٹریا میں سال نو کا تہجد اور دعاؤں سے آغاز

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ کی طرح جماعت احمدیہ آسٹریا نے امسال بھی نئے سال کے آغاز پر مختلف پروگرامز ترتیب دیئے۔ مورخہ 31/دسمبر کی شام نماز مغرب وعشاء کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریا نے بلئیرڈ ٹورنامنٹ کا اہتمام کیا۔ جس میں خدام وانصار نے بھرپور شرکت کی، نیز اس موقع پر اطفال الاحمدیہ کی دلچسپی کے لئے بھی مختلف گیمز کا اہتمام کیا گیا۔

ہمارا نئے سال کا آغاز کیسا ہونا چاہئے اور کس طرح ہم نئے سال کو اپنے لئے بابرکت بنا سکتے ہیں۔ اس ضمن میں ہماری رہنمائی کیلئے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک مومن کے لئے سال اور دن اس صورت میں مبارک ہوتے ہیں جب وہ اس کی توبہ کی قبولیت کا باعث بن رہے ہوں اور اس کی روحانی ترقی کا باعث بن رہے ہوں اور اس کی مغفرت کا باعث بن رہے ہوں۔۔۔ نئے سال کے پہلے دن کو ہی اس طرح دعاؤں کے ساتھ سجاؤ کہ سارا سال ہی قبولیت دعا کے نظارے نظر آتے چلے جائیں۔۔۔ حقیقی مومن وہی ہے جو تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اعمال بجالانے کی کوشش کرے۔ اس

دعا کے ساتھ اپنے ہر دن اور ہر سال میں داخل ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ تقویٰ پر قائم رکھے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازتا رہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 1/ جنوری 2010ء)

پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق حسبِ روایت امسال بھی جماعت احمدیہ آسٹریا نے سالِ نو کا آغاز اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر تضرعات اور دعاؤں سے کیا۔ پروگرام کے مطابق سب سے پہلے انفرادی اور باجماعت تہجد کا اہتمام کیا گیا۔ اس کیلئے ذیلی تنظیموں اور جماعتی انتظام کے تحت آسٹریا بھر کی جماعتوں میں اطلاعات کروائی گئیں۔ باجماعت تہجد اور نماز فجر کے بعد اپنے مختصر درس میں مکرم محمد اشرف ضیاء صاحب مبلغ انچارج و نیشنل صدر جماعت احمدیہ آسٹریا نے فرمایا کہ نئے سال کے آغاز میں دعاؤں کیساتھ مثبت سوچ، نیک ارادے اور کمزوریوں کو دور کرنے کا عہد بھی کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نیک ارادوں کا بھی اجر دیتا ہے۔ چونکہ یکم جنوری سے انصار اللہ کے تنظیمی سال کا بھی آغاز ہوتا ہے۔ اس ضمن میں انصار اللہ نے نئے سال میں داخل ہونے کی دعاؤں کیساتھ اس عزم کا بھی اعادہ کیا کہ نئے سال میں اپنے تنظیمی امور کو مزید بہتر بناتے ہوئے خلیفہ وقت کے سلطان نصیر بننے کی کوشش کریں گے۔ اس موقع پر مجلس انصار اللہ آسٹریا کی طرف سے احباب کیلئے ناشتے کا اہتمام بھی کیا گیا۔

اس کے معابعد مختلف شہروں میں وقارعمل کئے گئے۔ اس کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریا نے قبل از وقت متعلقہ سرکاری اداروں سے اجازت حاصل کرکے ضروری انتظامات کئے ہوئے تھے۔ اس وقارعمل میں اطفال، خدام اور انصار نے بھرپور شرکت کی۔ ویانا اور انسبرک کے مختلف اخبارات نے وقارعمل کے پروگرامز کو خصوصی کوریج دی۔ آسٹریا کی جن لوکل جماعتوں نے نماز تہجد اور وقارعمل کے پروگرامز تشکیل دیئے ان میں Vienna Jama'at Tahir Vienna,Jama'at Nasir Jama'at Voralberg,Jama'at Innsbruck, Jama'at Salzburg اور Jama'at Linz شامل تھیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ نئے سال کو جماعت احمدیہ اور انسانیت کیلئے بابرکت اور امن وسلامتی والا سال بنائے۔ آمین

رپورٹ: محمد اکرم محمود۔ نمائندہ الفضل ڈنمارک

ڈنمارک میں نئے سال کی آمد پر مثالی وقارعمل

ہر سال کی طرح اس سال بھی مجلس خدام الاحمدیہ ڈنمارک کو نئے سال کی آمد پر کوپن ہیگن ٹاؤن ہال کے سامنے مثالی وقارعمل کرنے کی توفیق ملی جس میں 35 خدام، اطفال اور انصار نے شرکت کی۔

سال نو کا آغاز باجماعت نماز تہجد اور نماز فجر کی ادائیگی سے ہوا جو کہ محترم محمد زکریا خانصاحب امیر ومشنری انچارج جماعت ڈنمارک نے پڑھائی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد محترم امیر صاحب نے درس دیا اور دعا کروائی جس کے بعد وقارعمل کے لئے احباب کوپن ہیگن ٹاؤن ہال کی طرف روانہ ہوئے۔ وقارعمل کے لئے پہلے سے ہی انتظامیہ سے رابطہ کیا گیا تھا جنہوں نے بیگ اور دیگر سامان مہیا کیا۔ ایک گھنٹہ سے کچھ زائد وقت احباب نے وقارعمل کیا۔ اس موقع پر خدام نے محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں کی جیکٹس پہنی ہوئی تھی جس کو ٹاؤن ہال سے گزرنے والے لوگ دیکھتے اور اس پیغام کو بڑا سراہتے۔ وقارعمل کے اختتام پر مسجد نصرت جہاں میں ناشتہ کا انتظام تھا جو کہ خاص طور پر محترم امیر صاحب ممبران جماعت کے لئے تیار کیا تھا۔

میڈیا

ہر سال وقارعمل کی خبر کو میڈیا بڑی کوریج دیتا ہے سال نو کے آغاز سے ہفتہ قبل ہی نیشنل ٹی وی اور دیگر میڈیا کے لوگ مسجد فون کرکے وقارعمل کے پروگرام کے بارہ میں معلومات لیتے ہیں اور اس کو اپنے کیلنڈر میں شامل کر لیتے ہیں۔ امسال بھی نیشنل ٹی وی نے جماعت سے رابطہ کیا اور وقارعمل کے دوران وقارعمل کے مناظر کو ریکارڈ کیا ساتھ ہی ساتھ انٹرویو کیا اور اس بارہ میں سوالات کئے۔ اس وقارعمل کی خبر کو نیشنل ٹی وی DR,TV2,TV2 Lorry نے اپنی نیوز میں کوریج دی۔ اسی طرح Presse-fotos.dk کے نمائندہ بھی موجود تھے جنہوں نے تصاویر اور انٹرویو لیا اور اس کو اپنی ویب سائٹ اور سوشل میڈیا پر شیئر کیا۔ اسی طرح وقارعمل کی نیوز کو فیس بک اور ٹوئٹر پر سات لاکھ لوگوں نے دیکھا اور آٹھ ہزار لوگوں نے اس پر کمینٹس کئے اور اس اقدام کو سراہا۔ ایک صاحب Søren Anderson صاحب نے بذریعہ ای میل اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ آپ نے لکھا کہ میں جہاں آپ صفائی کرتے ہیں اس جگہ کے قریب ہی رہتا ہوں اور ہر سال آپ کو صفائی کرتا دیکھتا ہوں اور یہ دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ امسال میں نے سوچا آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اس لئے آپ کو ای میل کے ذریعہ اپنی نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مجھے آپ کا سلوگن محبت

سب سے نفرت کسی سے نہیں بہت اچھا لگتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہر سال وقارعمل کی وجہ سے لوگ جماعت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور مختلف پوسٹ پر کمینٹس پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ لوگ پھر تحقیقات کرتے ہیں کہ یہ کس قسم کے مسلمان ہیں اور بعض لوگ عقائد کے حوالہ سے بھی کمینٹس کرکے لکھتے ہیں کہ یہ احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے ڈنمارک میں سب سے پہلی مسجد تعمیر کی ہے۔ ان کمینٹس کرنے والوں میں حکومتی نمائندہ، میئر اور دیگر احباب شامل ہوتے ہیں۔ نئے سال کے آغاز میں کئے جانے والے اس وقارعمل کا لوگ سارا سال تذکرہ کرتے ہیں اور کئی لوگ جو دوران سال مسجد وزٹ کے لئے تشریف لاتے ہیں وہ اس کا تذکرہ بڑے اچھے الفاظ میں کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس وقارعمل میں شامل تمام ممبران کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں ہمیشہ خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ایڈیٹر کے نام خط

مکرمہ امۃ السلام انور۔ کیلگری کینیڈا سے لکھتی ہیں:

پیاری الفضل اخبار میں مؤرخہ 28/ جنوری 2023ء کے اداریہ میں جہاں پیارے رسالہ تشحیذ الاذہان کے ذکر نے متوجہ کیا اور بچپن کی بہت سی یادیں تازہ ہوگئیں وہاں سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکرِ خیر کے ساتھ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زریں فرمودات کی مَشعل نے ذہنوں کو جِلا بخشی۔ ہماری توجہ اس جانب بھی مرکُوز کی کہ ہم سلطان القلمؑ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے الفضل سے قلمی تعلق قائم کرتے ہوئے اپنی ادبی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر بہترین رنگ میں خدمت دین بجا لائیں اور تبلیغِ اسلام کے قلمی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تا ''مگر امام پہ میرا اسلام زندہ رہے'' کا مقصد پا سکیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل ان بزرگ ہستیوں کی دعاؤں سے ادارہ الفضل اور اس کے معاونین کی انتہائی محنت سے مرتبہ الفضل اخبار سے ہم ہمیشہ مستفید ہوتے چلے آئے ہیں۔ الفضل اپنے اعلیٰ معیار کے ساتھ زندگی بخش چشمہ لئے پیاسی رُوحوں کو سَیراب کرتا چلا آرہا ہے۔ جہاں الفضل کے ذریعہ اس قلمی تعلق کی ادب گاہوں سے گزرنے کے ساتھ ساتھ کئی نئے آنے والوں کی تحریرات ومنظوم کلام کو بھی بہت احترام سے سراہتے ہوئے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ سو سال سے زائد عرصہ پر محیط الفضل اخبار کے ادبی سفر میں کئی مصنّفین کی خوبصورت تحریرات گاہے بگاہے پڑھنے کو ملتی رہی ہیں۔ اس کالم میں محترمہ فرحت راٹھور اور بشریٰ بختیار صاحبہ کے خوبصورت کلام سے سجی اعلیٰ و پرحکمت تحریر پڑھ کر خاکسار کے دل سے دعا نکلی کہ ''الفضل نگینے یوں سمائے سدا رکھے''۔ آمین

خاکسار کو اپنا منظوم دعائیہ کلام بعنوان ''اللہ نگہبان رہے الفضل تمہارا'' مؤرخہ 26/ جنوری 2023ء کی الفضل میں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ الحمدللہ

دعا کے ساتھ کہ ؎

عرفان کی محفل کو سجائے سدا رکھے
ایمان کی مَشعل کو جلائے سدا رکھے
اللہ نگہبان رہے الفضل تمہارا
اسلام کا تو نام جگائے سدا رکھے

فقہی کارنر

امام وقت کے بلانے پر نماز توڑنا

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ مجھ سے میاں عبد اللہ صاحبؓ سنوری نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں مسجد مبارک میں ظہر کی نماز سے پہلی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیت الفکر کے اندر سے مجھے آواز دی۔ میں نماز توڑ کر حضرت کے پاس چلا گیا اور حضرت سے عرض کیا کہ حضور! میں نماز توڑ کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا کیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیت الفکر اس حجرہ کا نام ہے جو حضرت کے مکان کا حصہ ہے اور مسجد مبارک کے ساتھ شمالی جانب متصل ہے۔ ابتدائی ایام میں حضرت عموماً اس کمرہ میں نشست رکھتے تھے اور اسی کی کھڑکی میں سے نکل کر مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ میاں عبد اللہ صاحبؓ سنوری نے بیان کیا کہ ابتدائی زمانہ کی بات ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ رسول کی آواز پر نماز توڑ کر حاضر ہونا شرعی مسئلہ ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ عمل صالح کسی خاص عمل کا نام نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا نام ہے۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 163)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

سانحہ ارتحال و اعلانِ دعا

مکرم مبشر احمد مبلغ سلسلہ۔ آئیوری کوسٹ یہ افسوس ناک اطلاع بھجواتے ہیں:

خاکسار کی نومولود بیٹی کی مؤرخہ یکم فروری 2023ء بروز بدھ دوران پیدائش وفات ہوگئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ
اہلیہ کی آپریشن اور خون کی کمی کے باعث طبیعت کافی ناساز ہے۔ قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلیہ کو شفائے کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور آپریشن کے بد اثرات کو دور کر کے صحت و سلامتی والی زندگی عطا کرے۔ آمین

ایک سبق آموز بات

غلطی پر ندامت

ہر انسان سے غلطی سرزد ہوسکتی ہے۔ غلطی کے بعد دو امر ممکن ہیں ایک تو یہ کہ غلط کار اپنی غلطی پر اصرار کرے اس صورت میں وہ یہ دوسری غلطی کر رہا ہے۔ دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ غلطی کا اعتراف کرلیا جائے۔ دوبارہ اسے نہ کرنے کا پختہ عہد کیا جائے۔ اگر غلطی سے کسی کا نقصان ہو جائے تو اُس کی تلافی کی جائے۔ اس دوسری صورت میں جسے توبہ کہتے ہیں کئی نیکیوں کے رستے کھل جاتے ہیں اور کئی گناہوں سے بچا جا سکتا۔

مرسلہ: عبد الباسط شاہد۔ یو کے

طلوع وغروب آفتاب

20/ فروری 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:32	18:21
مدینہ منورہ	05:34	18:19
قادیان	05:45	18:19
ربوہ	05:24	17:59
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:38	17:27